ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

37

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

یکم تا 7 ربیع الاوّل 1444ھ / 27 ستمبر تا 3 اکتوبر 2022ء

قرآن مجید صحیفۂ ہدایت

قرآنِ مجید وہ صحیفۂ ہدایت ہے، جسے اس دُنیا کے خالق و مالک نے اپنے بندوں کی رہنمائی کے لیے سب سے آخر میں نازل فرمایا ہے۔ یہ کتاب انسان کی صلاح و فلاح اور رُشد و ہدایت کے لیے ہر پہلو سے کامل و اکمل ہے۔ قیامت تک پیدا ہونے والی ساری انسانیت اس کی مخاطب ہے۔ اس میں انسانی مسائل کا صحیح، اطمینان بخش اور فطری حل موجود ہے، خواہ ان کا تعلق کسی بھی زمانے یا کسی بھی جگہ سے کیوں نہ ہو، جو انسان کی ہدایت و ضلالت سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس کے احکامات کی مکمل پیروی جہاں کامیابی کا یقینی ذریعہ ہے، وہیں اس سے ذرا سی بھی بے توجہی یا دُوری کا نتیجہ انتہائی خطرناک اور نوعِ انسانی کے لیے نہایت ناخوش گوار ہوتا ہے۔

ہدایت الٰہی سے رُوگردانی کے نتیجے میں مشیت الٰہی کے تحت کسی بھی وقت ان کے لیے تازیانۂ عذاب میں تبدیل ہو سکتی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آج اُمت مسلمہ ان عذابوں سے بار بار دوچار ہونے کے باوجود، ان پر اس پہلو سے غور کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتی کہ کہیں یہ ہمارے اعمالِ بد کی پاداش میں ہمارے لیے عذاب کی کوئی صورت تو نہیں ہے، بلکہ ان کے لیے طبعی اسباب و عوامل تلاش کر کے مطمئن ہو رہتی ہے۔ اور اس طرح ان میں اصلاح و تذکیر کا جو پہلو تھا، اس سے غافل رہ جاتی ہے۔ ان کی حالت قرآن کی اس آیت کے مصداق ہے:

''کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک دو مرتبہ یہ آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں؟ مگر اس پر بھی نہ توبہ کرتے ہیں، اور نہ کوئی سبق لیتے ہیں۔'' (التوبہ:126)

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ

اس شمارے میں

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبرؔ زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

امیر سے ملاقات (7)

دجالیت کے آفاقی اور زمینی مظاہر (III)

پاکستان کے امریکہ اور چین سے......

سود کا لین دین: عقل کی نظر میں

تنظیم اسلامی کی انسداد سود مہم

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1003

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اعلان جنگ

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 75 تا 82

قَالَ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۵﴾ اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمُ الۡاَقۡدَمُوۡنَ ﴿۷۶﴾ فَاِنَّہُمۡ عَدُوٌّ لِّیۡۤ اِلَّا رَبَّ
الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۷۷﴾ الَّذِیۡ خَلَقَنِیۡ فَہُوَ یَہۡدِیۡنِ ﴿۷۸﴾ وَ الَّذِیۡ ہُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِ ﴿۷۹﴾ وَ اِذَا مَرِضۡتُ
فَہُوَ یَشۡفِیۡنِ ﴿۸۰﴾ وَ الَّذِیۡ یُمِیۡتُنِیۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡنِ ﴿۸۱﴾ وَ الَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ خَطِیۡٓئَتِیۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ﴿۸۲﴾

آیت:۷۵ ﴿قَالَ اَفَرَءَیۡتُمۡ مَّا کُنۡتُمۡ تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۷۵﴾﴾ ’’ابراہیمؑ نے کہا: بھلا دیکھو تو! یہ جنہیں تم لوگ پوجتے ہو۔‘‘

آیت:۷۶ ﴿اَنۡتُمۡ وَ اٰبَآؤُکُمُ الۡاَقۡدَمُوۡنَ ﴿۷۶﴾﴾ ’’تم اور تمہارے پہلے باپ دادا۔‘‘

آیت:۷۷ ﴿فَاِنَّہُمۡ عَدُوٌّ لِّیۡۤ اِلَّا رَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۷۷﴾﴾ ’’یہ سب میرے تو دشمن ہیں‘ سوائے ربّ العالمین کے۔‘‘

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے گویا علی الاعلان کہہ دیا کہ تمہارے اور تمہارے آباء و اَجداد کے ان معبودوں سے میری دشمنی ہے۔ میرا معبود اور مددگار صرف وہ اللہ ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ میرا تکیہ اور توکّل بس اُسی کی ذات پر ہے۔

آیت:۷۸ ﴿الَّذِیۡ خَلَقَنِیۡ فَہُوَ یَہۡدِیۡنِ ﴿۷۸﴾﴾ ’’جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھے ہدایت دیتا ہے۔‘‘

آیت:۷۹ ﴿وَ الَّذِیۡ ہُوَ یُطۡعِمُنِیۡ وَ یَسۡقِیۡنِ ﴿۷۹﴾﴾ ’’اور وہی ہے جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔‘‘

آیت:۸۰ ﴿وَ اِذَا مَرِضۡتُ فَہُوَ یَشۡفِیۡنِ ﴿۸۰﴾﴾ ’’اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔‘‘

یہاں یہ نکتہ لائق توجّہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیماری کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور شفا کو اللہ تعالیٰ کی طرف۔

آیت:۸۱ ﴿وَ الَّذِیۡ یُمِیۡتُنِیۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡنِ ﴿۸۱﴾﴾ ’’اور وہی ہے جو مجھے موت دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔‘‘

آیت:۸۲ ﴿وَ الَّذِیۡۤ اَطۡمَعُ اَنۡ یَّغۡفِرَ لِیۡ خَطِیۡٓئَتِیۡ یَوۡمَ الدِّیۡنِ ﴿۸۲﴾﴾ ’’اور وہی ہے جس سے میں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ روزِ جزا میری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔‘‘

درس حدیث

انفاق فی سبیل اللہ

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((لَوْ کَانَ لِیْ مِثْلُ اُحُدٍ ذَھَبًا لَسَرَّنِیْ اَنْ لَا تَمُرَّ عَلَیَّ ثَلَاثُ لَیَالٍ وَعِنْدِیْ مِنْہُ شَیْئٌ اِلَّا شَیْئًا اُرْصِدُہٗ لِدَیْنٍ)) (رواہ البخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو میرے لیے بڑی خوشی کی بات یہ ہوگی کہ تین راتیں گزرنے سے پہلے اس کو راہ خدا میں خرچ کر دوں اور میرے پاس اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے سوائے اس کے کہ میں قرض ادا کرنے کے لیے اس میں سے کچھ بچا لوں۔‘‘

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبرؔ زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا

سیاسی اور معاشی محاذ پر عالم اسلام نہ صرف مغرب سے شکست کھا چکا ہے بلکہ شرم ناک بات یہ ہے کہ اس شکست کا فخریہ اعلان بھی کرتا ہے۔ ہم مغربی جمہوریت کو آئیڈیل طرز حکومت تسلیم کر چکے ہیں۔ اپنے حریف کو چاہے وہ فرد ہو، جماعت یا حکومت اُسے غیر جمہوری ہونے کا طعنہ نفرت انگیز انداز میں دیتے ہیں، گویا مغربی جمہوریت کے گُن گانا ’’آرڈر آف دی ڈے‘‘ ہے۔ اسی طرح معاشی سطح پر ہم مغرب کے اُس سرمایہ دارانہ نظام کے بُری طرح اسیر ہو چکے ہیں جس کی بنیاد، مرکز اور محور سودی لین دین ہے۔ کوئی ایک اسلامی ملک بھی ایسا نہیں ہے جس کی معیشت میں سود کا مرکزی رول نہ ہو۔ وہی سود جسے قرآن پاک میں ربا کہا گیا ہے اور اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ قرار دیا ہے۔ سودی معیشت کے حوالے سے ایک بات بہت اہم ہے کہ یورپ نے تجربے سے یہ جان لیا کہ سود ملک یا قوم کے لیے ضرر رساں ہے۔ لہٰذا اُنہوں نے سود کی شرح میں بتدریج کمی کرنا شروع کر دی۔ یہاں تک کہ بعض ممالک میں یہ صفر کے لیول پر بھی آ گئی، لیکن وہ سود کو کھلے عام غلط یا نقصان دہ قرار نہیں دیتے۔ کیونکہ اوّل تو اس سے سرمایہ دارانہ نظام جو عالمی سامراجیت کا اہم ترین سہارا ہے، اُس کی گرفت ڈھیلی پڑ جائے گی اور شاید ختم ہی ہو جائے۔ پھر یہ کہ اسلام جو آج امریکہ اور مغرب کا اوّلین اور حقیقی ٹارگٹ ہے اُس کی حقانیت ثابت ہو جائے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ سیاسی اور معاشی سطح پر امریکہ اور مغرب جنگ جیت چکے ہیں اور ہم اپنی شکست تسلیم کر چکے ہیں۔ البتہ اجتماعی زندگی کے تیسرے گوشے معاشرتی نظام کے حوالے سے جنگ ابھی جاری ہے۔ اگرچہ اس میدان میں بھی ہماری اوّلین صفیں مغرب تہس نہس کر چکا ہے۔ اصل صورتِ حال یہ ہے کہ پسپائی کے ساتھ ساتھ ہم کچھ نہ کچھ مزاحمت بھی کر رہے ہیں، لیکن دشمن کے حملے دن بدن بڑھ بھی رہے ہیں اور جارحیت میں شدت بھی آ رہی ہے۔ عجب اور حیران کن بات یہ ہے کہ جب ہندوستان میں انگریز حکمران تھا اور ہم باقاعدہ غلام تھے۔ اُس وقت ہم پر مغرب کی تہذیب کا اتنا تسلط نہیں تھا جتنا آج ہے جبکہ ہم آزاد قوم ہونے کے دعوے دار ہیں۔ وہ کیا وقت تھا کہ جب اکبر الہ آبادی کو چند بیبیاں بے پردہ نظر آ گئی تھیں اور وہ غیرت قومی سے زمیں میں گڑ گئے تھے اور آج مغرب کی نقالی میں ہماری معاشرت زمین میں گڑ چکی ہے۔

غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر کیوں قرآن پاک میں ایک حقیقی اسلامی معاشرہ کا نقشہ پیش کرتے ہوئے اجتماعی زندگی کے سیاسی اور معاشی گوشوں کا صرف ایک خاکہ بنا کر دیا گیا یعنی ایک سمت کا تعین کر دیا، تفصیلات سے گریز کیا مثلاً سیاسیات کے حوالے سے اسی پر اکتفا کیا کہ حقیقی مالک اور حکمران صرف اللہ رب العزت ہے، انبیاء اور رسل دنیا میں اُس کے نمائندے ہیں اُن کے احکامات یعنی شریعت

ہفت روزہ — لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
یکم تا 7 ربیع الاوّل 1444ھ جلد 31
27 ستمبر تا 3 اکتوبر 2022ء شمارہ 37
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
’’دارالاسلام‘‘ ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
’’مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن‘‘ کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
’’ادارہ‘‘ کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

کے دائرے میں حکمران کو محض نیابت کرنا اور مشاورت کے ساتھ حق خلافت ادا کرنا ہے۔ معاشی میدان میں دو بنیادی اصول وضع کر دیئے۔ وہ یہ کہ سود حرام اور تجارت حلال ہے پھر تجارت کو بھی حلال وحرام میں تقسیم کر کے اصلاً ارتکاز دولت کے تمام چور دروازے بند کر دیئے۔ البتہ اسلامی معاشرت کو خوب تفصیل سے اور کھول کھول کر بیان کیا۔ حیا کو مسلمان کا بنیادی وصف قرار دیا۔ محرم وغیر محرم کی وضاحت کی۔ عورت کو پردے کا حکم دیا جبکہ مرد اور عورت دونوں کو نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا۔ مخلوط محفلوں سے اجتناب کرنے کا کہا گیا۔ مرد اور عورت کے بلاضرورت اختلاط سے روکا گیا۔ کیونکہ جنسی خواہش کی تکمیل فطری امر ہے لہٰذا قواعد وضوابط کا پابند کیا۔ پردہ اور حجاب ان ہی قواعد کا حصہ ہے اور کون نہیں جانتا کہ بے پردگی بے حیائی کی طرف پہلا قدم ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے کہ فرد جو معاشرے کی بنیادی اکائی ہے اور گھرانہ جو تعلیم وتربیت کا ابتدائی ادارہ ہے اُس کی اُٹھان صحیح اور صالح بنیادوں پر ہو تاکہ فرد جو ملت کے مقدر کا ستارہ ہے اُس کی چمک دمک ماحول کو اس قدر روشن کر دے کہ اُس سے اللہ کی مخلوق کو صراطِ مستقیم صاف نظر آئے۔

یاد رہے معاشرہ، حکومت اور ریاست افراد کے ہی مجموعے کا نام ہے۔ اگرچہ اچھے میٹریل سے تعمیر شدہ عمارت بھی مضبوط اور مستحکم ہوتی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اُس کی پائیداری دنیا تک محدود ہے جبکہ اچھے بلکہ صالح انسانوں سے تشکیل شدہ معاشرہ دنیا ہی میں نہیں بلکہ آخرت میں بھی خوبصورت وخوشنما نتائج برآمد کرے گا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوں گے۔ دشمنانِ اسلام کو چونکہ صرف دنیا سے تعلق ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو معاشرتی سطح پر نیست ونابود نہ کیا گیا یعنی اُنہیں اسلام سے مکمل طور پر دور نہ کیا گیا تو اُن کے معاشرے میں رہی سہی یہ چنگاری کسی وقت شعلہ جوالہ بن سکتی ہے جو مغرب کے اُس مصنوعی چمن کو خاکستر کر دے گی جو اُنہوں نے دجل کی بنیاد پر مہکایا ہوا ہے۔ لہٰذا اب اسلامی معاشرت پر مغرب کے حملے میں بڑی تیزی اور شدت آ گئی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے حکمران اپنے اقتدار اور دولت کی خاطر اُن کے آلہ کار بن چکے ہیں اور اُن کی فرمائش یا حکم پر اسلامی ممالک میں ایسے قوانین بنائے جا رہے ہیں جو معاشرے کو بے حیائی اور غلط کاریوں کی طرف دھکیل دیں گے۔

2018ء میں ملکی قانون کا درجہ حاصل کرنے والا ٹرانس جینڈر افراد (حقوق کے تحفظ) کا ایکٹ اس کی برہنہ مثال ہے۔ 2018ء میں مسلم لیگ ن کی حکومت کے آخری دنوں میں ''خواجہ سرا'' کے حقوق کی آڑ میں پیپلز پارٹی نے ایک بل پیش کیا۔ مسلم لیگ ن، تحریک انصاف اور تمام لبرل پارٹیوں نے اپنے تمام سیاسی اختلافات بھلا کر اس بل کی حمایت کی۔ 18 مئی 2018ء کو صدر ممنون حسین نے قانون پر دستخط کر دیے اور 24 مئی 2018ء کو یہ مملکت خداداد پاکستان کے Official Gazette میں شائع کر دیا گیا۔ بل پیش کرنے والوں نے خواجہ سراؤں کے حقوق کا سہارا لے کر ایسی چابکدستی اور عیاری سے اس قانون کا مسودہ تیار کیا کہ اس میں ہم جنس پرستوں کے لیے قانونی تحفظ کا ایک چور دروازہ رکھ دیا گیا۔ اس طرح ہم جنس پرستی کو باقاعدہ قانونی تحفظ فراہم کر دیا گیا ہے۔ یہ ایکٹ نہ صرف کئی اسلامی اصولوں کے خلاف ہے اور آئین پاکستان کی اسلامی دفعات کی کھلی خلاف ورزی پر مبنی ہے بلکہ اس سے ہم جنس پرستی جیسے کبیرہ گناہ کا راستہ اس طرح کھل جائے گا کہ اس کا سدباب بہت مشکل ہو جائے گا۔

قانون میں کئی بنیادی سقم ہیں۔ پہلی خامی یہ ہے کہ ٹرانس جینڈر کی تعریف (جس کے لیے درست لفظ انٹرسیکس ہے) میں بائیولوجیکل ساخت کے اعتبار سے مکمل مرد اور عورت کو بھی محض اپنے احساسات کی بنا پر ٹرانس جینڈر قرار دیا گیا۔ دوسرا ان افراد کو یہ حق دیا گیا کہ وہ چاہیں تو مکمل مرد یا عورت ہونے کے باوجود اپنی جنس اپنی مرضی سے، اپنے شناختی کاغذات میں اپنے احساسات کے مطابق تبدیل کر سکتے ہیں اور Nadra یہ تبدیلی کرنے کا قانونی طور پر پابند ہوگا اور اس کے لیے اس قانون میں Self Perceived Gender Identity کی اصطلاح ڈالی گئی ہے۔ قانون میں لفظ ٹرانس جینڈر استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس کے لیے درست لفظ ''ٹرانس جینڈر'' نہیں بلکہ ''انٹرسیکس'' ہے۔ جسے عربی میں خُنثیٰ اور فارسی میں دوجنسہ ہے۔

بہرحال ٹرانس جینڈر کی تین تعریفیں کی گئی ہیں۔ پہلی تعریف یہ ہے کہ وہ شخص ٹرانس جینڈر ہے جس کے اعضاء میں پیدائشی صنفی ابہام (Sexual ambiguity) ہے۔ لیکن اس کے لیے درست لفظ ''انٹرسیکس'' ہے اور درحقیقت اگر یہ قانون انٹرسیکس کے تحفظ کے لیے ہوتا تو بات مختلف ہوتی۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ انٹرسیکس افراد حقیقی طور پر ایک پسا ہوا طبقہ ہیں اور اُن کے تحفظ بلکہ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے عزت افزائی ریاست اور اُس کے باشندوں کا فرض ہے۔ دوسری تعریف کے مطابق وہ شخص جو مکمل مرد ہے وہ کسی وجہ سے مثلاً دوا یا ایکسیڈنٹ کی وجہ سے مردانہ صلاحیت سے محروم ہو جائے، وہ بھی اس ایکٹ کے مطابق ٹرانس جینڈر ہے حالانکہ وہ مکمل مرد ہے۔ اس کے احساسات، جذبات، اس کی بائیولوجیکل ساخت مردوں کی ہے صرف اس کی مردانہ قوت زائل ہونے سے اس کی جنس ہرگز تبدیل نہیں ہوسکتی۔ تیسری

تعریف جو فساد کی اصل جڑ ہے اُس کے مطابق ایسے افراد جو پیدائشی طور پر جسمانی اور ہارمونز بلکہ ڈی این اے کے اعتبار سے مکمل عورت یا مرد کی جنس کے ساتھ پیدا ہوئے مگر بڑے ہو کر کسی نفسیاتی الجھن یا پیچیدگی، معاشرتی دباؤ، ٹرینڈ، ذاتی پسند ناپسند کی بنیاد پر اپنی جنس سے ناخوش ہیں۔ اس ناخوشی یا نفسیاتی بیماری کو "Gender dysphoria" کہا جاتا ہے۔ ایسے افراد کو بھی ایکٹ میں ٹرانس جینڈر کہا گیا۔ حالانکہ بائیولوجیکل ساخت کے اعتبار سے وہ ایک مکمل مرد یا عورت ہے۔ گویا ''جنس'' جیسی واضح بنیاد کی بجائے ''صنف'' جیسی subjective شے کو معیار کے طور پر استعمال کیا گیا اور مغربی معاشرتی نظام کی یلغار کا راستہ کھول دیا گیا۔ سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس سے ہم جنس پرستی کو قانونی تحفظ حاصل ہو جائے گا۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک مرد جس میں کسی بھی قسم کی کوئی صنفی خرابی نہیں ہے یہاں تک کہ وہ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہے مگر اس کی خواہش / میلان طبع/ (Inclination and self-percived gender identity expression) یہ ہے کہ وہ ایک عورت کی طرح پہچانا جائے تو وہ بغیر کسی میڈیکل ٹیسٹ / سرٹیفکیٹ کے اس ایکٹ کی شق نمبر 3 اور سب شق نمبر 2 کے تحت نہ صرف نادرا بلکہ کسی بھی حکومتی ادارے میں خود بحیثیت عورت رجسٹر کروا سکتا ہے یا چاہے تو ٹرانس جینڈر بھی رجسٹر کروا سکتا ہے اور یہی حق ایک عورت کو بھی حاصل ہے۔ اس کے نتیجہ میں وہ کسی دوسرے مرد سے شادی بھی کر سکتا ہے۔ عورتوں کے لیے مختص تمام جگہوں، ٹائلٹ، سوئمنگ پول جا سکتا ہے، عورتوں کے تمام قوانین اس پر لاگو ہوں گے۔ ایک عورت جو پیدائشی طور پر عورت ہے، مرد رجسٹر ہو کر وراثت میں اپنا حصہ دگنا کروا سکتی ہے۔ اس کے نتیجے میں خاندانی نظام میں جو تباہی آئے گی وہ ناقابل بیان ہے نیز ہم جنس پرستی کا طوفان پورے معاشرے کو گھیر لے گا۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔

افسوس کہ جس مظلوم صنف یعنی حقیقی مخنث (intersex) کے لیے یہ قانون بنایا گیا ہے اور جن کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہے، ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچ رہا۔ بلکہ جعلی مرد و عورت قانونی طور پر اپنے آپ کو ٹرانس جینڈر بنا کر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ یہ کوئی خدشہ یا خیالی بات نہیں بلکہ جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد نے سینیٹ کی کمیٹی برائے انسانی حقوق میں اس وقت کے وزیر داخلہ سے یہ سوال پوچھا کہ جولائی 2018ء میں قانون منظور ہونے کے بعد سے لے کر جون 2021ء تک کتنے لوگوں نے جنس کی تبدیلی کے لیے درخواست دی؟ وزارت داخلہ سے تحریری طور پر موصول ہونے والا جواب اور اعداد و شمار انتہائی خوفناک ہیں۔ جولائی 2018ء سے لے کر جون 2021ء تک 28,723 افراد نے اپنی میلان طبع اور اندرونی طور پر محسوس کیے گئے احساسات اور جذبات کی بنیاد پر خود کو اپنی اس جنس سے علیحدہ شناخت کے لیے درخواست دی ہے جو انہیں پیدائشی طور پر عطا (Allot) کی گئی تھی اور اب وہ اپنی جنس شناختی کاغذات میں تبدیل کروا چکے۔ ان میں سب سے زیادہ مرد ہیں، یعنی 16,530 ایسے مرد تھے جنہوں نے اپنے آپ کو عورت رجسٹر کروا لیا۔ اس کے بعد 12,154 ایسی عورتیں ہیں جنہیں پیدائش کے وقت لڑکی بتایا گیا تھا، مگر وہ اب خود کو مرد کہلوانا اور قانونی طور پر مرد بننا پسند کرتی ہیں۔ صرف 9 ایسے مرد ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم دراصل خواجہ سرا ہیں مگر ہمیں غلطی سے مردوں کے کھاتے میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس کے بالکل برعکس 21 خواجہ سرا وہ ہیں جو یہ کہتے ہیں ہم تو مکمل طور پر مرد ہیں اور اب ہمیں مرد کہا جائے جبکہ 9 خواجہ سراؤں نے خود کو عورت کہلوانے کے لیے درخواست دی۔ اور اس پورے طریقہ کار میں سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ اس قانون کے تحت کسی میڈیکل معائنے یا ڈاکٹر کی گواہی کی ضرورت نہیں۔ سب سے بڑی گواہی اور سب سے بڑا قانون انسان کے پوشیدہ جذبات و احساسات کی گواہی ہے جو حتمی فیصلہ ہے اس گواہی کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔

یہاں یہ بھی ذکر کرتے چلیں کہ اگر یہ معاملہ درد دل رکھنے والے کچھ افراد وفاقی شرعی عدالت میں بھی لے جا چکے ہیں اور مقدمہ زیر سماعت ہے جس میں اس قانون کے دفاع میں جس طرح حکومتی اور +LGBTIQ کے افراد پیش ہو رہے ہیں وہ آنکھیں کھول دینے کے لیے کافی ہے کہ اصل ایجنڈا کیا ہے۔ پھر یہ کہ قانون بننے سے قبل اور بعد میں اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی ایک اسلامی جماعت کے رکن اسمبلی کی جانب سے تحقیق کے لیے بھجوائے جانے پر اس کی بھرپور مخالفت کی اور اس میں کئی خامیوں کی بھی نشاندہی کی۔ جمہور علماء اس کے اسلامی تعلیمات کے خلاف ہونے پر متفق ہیں۔ مگر حکمرانوں کے کانوں پر جوں نہ اُس وقت رینگی اور نہ آج وہ اس معاملے میں سنجیدہ نظر آتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی گناہ میں مبتلا ہونا بہت برا فعل ہے لیکن اس گناہ پر اصرار اور نڈر اور بے خوف ہو جانا، ایسا بڑا گناہ ہے جس پر اللہ کا عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ ہم جنس پرستی بذات خود اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس پر قوموں پر عذاب نازل ہو جاتا ہے لیکن اس ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے حکومتی سطح پر باقاعدہ قانون سازی کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔ وطن عزیز پہلے ہی ایک عذاب اور آزمائش سے گزر رہا ہے۔ خدارا! اللہ کے عذاب کو مزید دعوت نہ دیں۔ اہل پاکستان کا یہ فرض بنتا ہے کہ اس کے خلاف متحد ہو کر عوامی سطح پر آواز اٹھائی جائے۔ مسجدوں میں اس حوالے سے بات ہو۔ علمائے کرام عوام کی ذہن سازی کریں تاکہ یہ سازش کامیاب نہ ہو سکے۔ حکومت میں شامل مذہبی جماعتیں اس غیر شرعی اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والے قانون کے خلاف عملی اقدامات کریں۔ ہم سب اللہ کے حضور انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کریں۔ تمام نئے قوانین قرآن و سنت کے عین مطابق بنائیں اور پہلے سے موجود قوانین میں انہی خطوط میں اصلاح کریں تاکہ دنیا میں بھی کامیاب ہو سکیں اور اُخروی نجات بھی حاصل ہو سکے۔

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

☆ کیا سیلاب آزمائش ہے، عذاب یا حکمرانوں کی نااہلی؟
☆ کیا تنظیم اسلامی انتہا پسند مولویوں کی جماعت ہے؟
☆ لوگوں کو مختصر لباس پہننے سے کیسے روکا جائے؟
☆ کسی عالم کو جانچنے کے لیے کیا پیمانہ ہونا چاہیے؟
☆ اسلامی لحاظ سے بچوں کی پرورش کیسے کی جائے؟
☆ تنظیم اسلامی اپنا آخری اقدام کب کرے گی؟

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم واحباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: پاکستان میں موجودہ سیلاب آزمائش ہے، عذاب یا حکمرانوں کی مس مینجمنٹ ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس وقت ہمارا ملک بڑے مصائب سے گزر رہا ہے اور نقصانات کا اندازہ ہی کیا جاسکتا ہے اور آگے صورت حال مزید دگرگوں ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ اس حوالے سے آزمائش، عذاب یا مس مینجمنٹ کے مباحث چل رہے ہیں۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ ہمیں تینوں اعتبارات سے دیکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ دنیا اسباب کے تحت چلتی ہے اور اسباب کے تحت معاملات کو چلا لینے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ عقیدہ یہ بتاتا ہے کہ نگاہ مسبب الاسباب کی طرف رہے۔ مثال کے طور پر میں کراچی میں رہتا ہوں اور کراچی کی سڑکوں کا برا حال ہے تو یہ کہا جائے کہ اس میں ہمارا قصور نہیں ہے تو یہ بالکل غلط بات ہے حالانکہ یہ عذاب لگتا ہے۔ یہ بالکل کہا جائے کہ یہ ہماری صوبائی حکومت کی نااہلی ہے جس کا شاخسانہ ہمارے سامنے آرہا ہے اور اس کی سزا ہر کوئی بھگت رہا ہے۔ اس مثال کو اگر ملکی سطح پر لے جائیں تو سیلاب تو پہلے بھی آتے رہے اور فلڈ کمیشن کی رپورٹ 2010ء میں شائع کی گئی جس میں آئندہ کے لیے پیشگی اقدامات اور پلاننگ کرنے کی تجویز دی گئی تھی۔ اسباب کے تحت پلاننگ کرنے میں دینی اعتبار سے کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اگر کمیشن کی رپورٹ 2010ء میں آئی اور سیلاب 2022ء میں آرہا ہے تو بارہ سال کا عرصہ کوئی کم عرصہ نہیں ہے کہ جس میں پلاننگ نہیں کی جاسکتی تھی۔ لہٰذا موجودہ صورت حال میں ہماری بیڈ گورننس اور نااہلی کا طرز عمل بھی شامل ہے۔

جہاں تک آزمائش یا امتحان کا معاملہ ہے تو امتحان انسان کا پوری زندگی کا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ﴾ ”جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔“ (الملک:2)

اور کبھی امتحانات کے اندر اللہ کی حکمتیں ہوا کرتی ہیں تو وہ بندوں کو سختیوں میں مبتلا کرتا ہے۔ یہ اللہ کی سنت ہے۔ سورۃ الانعام میں اور دوسرے مقامات پر ہم پڑھتے ہیں کہ جب کبھی اللہ نے انبیاء کو بھیجا ہے تو

﴿اِلَّاۤ اَخَذۡنَاۤ اَہۡلَہَا بِالۡبَاۡسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّہُمۡ یَضَّرَّعُوۡنَ ﴿۹۴﴾﴾ (الاعراف) ”مگر یہ کہ ہم نے پکڑا اُس کے بسنے والوں کو سختیوں سے اور تکلیفوں سے تاکہ وہ گڑگڑائیں (اور ان میں عاجزی پیدا ہو جائے)۔“

مرتب: ابو ابراہیم

یعنی اللہ کی سنت یہ بھی رہی کہ لوگوں کو تکالیف میں مبتلا کیا جائے تاکہ وہ میری طرف متوجہ ہوں۔ کیونکہ سختیوں، تکالیف اور پریشانیوں میں بندوں کا دل نرم ہوتا ہے۔ جب دل نرم ہوگا تو لوگ خالق کی طرف رجوع کریں گے اور بالآخر انہیں اس تکلیف کا بدلہ راحت کی صورت میں ملے گا۔ اسی طرح اللہ کہتا ہے کہ انسانوں کے کرتوت اور اعمال بھی کسی آزمائش یا تکلیف کی صورت میں لوگوں پر مسلط ہوتے ہیں۔ اس میں بھی حکمت ہوتی ہے۔ سورۃ الروم میں فرمایا:

”بحر و بر میں فساد رونما ہو چکا ہے لوگوں کے اعمال کے سبب تاکہ وہ انہیں مزہ چکھائے ان کے بعض اعمال کا تاکہ وہ لوٹ آئیں۔“ (آیت:41)

یہاں کچھ اعمال کا معاملہ ہے ورنہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں دو مقامات پر فرماتا ہے کہ اگر اللہ لوگوں کے ہر عمل پر پکڑنا شروع کردے تو اللہ زمین پر ایک جاندار کو باقی نہ چھوڑے۔ پھر قرآن حکیم یہ بھی بتاتا ہے:

”اور ہم لازماً چکھائیں گے انہیں مزہ چھوٹے عذاب کا بڑے عذاب سے پہلے شاید کہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔“ (السجدہ:21)

ایک بڑا عذاب تو آخرت میں ہے لیکن دنیا میں بھی قوموں پر بڑے اور تباہ کن عذاب آئے۔ ان بڑے عذابوں سے پہلے اللہ تعالیٰ لوگوں پر سختیاں اور مصیبتیں نازل کرتا ہے تاکہ لوگ اللہ کی طرف رجوع کریں۔

موجودہ سیلاب کے بارے میں ہم تعین کے ساتھ عذاب کہہ دیں تو شاید یہ ہمارے لیے مشکل ہوگا مگر ہم یہ ضرور کہیں گے کہ اس میں ہماری نااہلی کا دخل بھی ہے، ہمارے کرتوتوں کا نتیجہ بھی ہے اور ہمارے اوپر کسی چھوٹے عذاب کی کیفیت بھی ہوسکتی ہے۔ قرآن حکیم میں دوسری قوموں پر عذابوں کا تذکرہ موجود ہے۔ وہ قومیں شرک کے ساتھ ساتھ دوسرے سیاسی، معاشی اور معاشرتی جرائم میں بھی ملوث تھیں۔ چنانچہ نوح علیہ السلام کی قوم شرک میں مبتلا تھی تو ان کو غرق کیا گیا، شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کی مرتکب ہوئی تھی تو ان پر شعلے برسائے گئے۔ لوط علیہ السلام کی قوم ہم جنس پرستی کے گندے عمل میں مبتلا تھی تو ان کو اندھا بھی کیا گیا اور ان پر پتھر بھی برسائے گئے اور اس قوم کو بحر مردار میں غرق بھی کیا گیا۔ البتہ دنیا میں فزیکل فنامنا کے تحت زلزلے اور طوفانی بارشیں بھی آجاتی ہیں لیکن اللہ کا کلام بتاتا ہے کہ میٹافزیکل کاز (قوموں کے کردار میں بگاڑ) کی وجہ سے بھی اللہ کی طرف سے زلزلے آتے ہیں۔ البتہ پہلے اللہ کے عذاب سے پوری کی پوری قومیں صفحہ ہستی سے مٹادی جاتی تھیں لیکن اب رسول اللہ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو عذاب استیصال سے محفوظ رکھے گا۔ لیکن دوسری احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب معاشرے میں امانت میں خیانت ہونے لگے، ذلیل ترین لوگ حکمران بن جائیں تو پھر طوفان، سیلاب، زلزلے جیسے عذاب بھی

آئیں گے۔ بہر حال موجودہ صورتحال حکمرانوں کی نااہلی، کرتوتوں کی وجہ سے پکڑ اور عذاب کی کیفیت بھی ہو سکتی ہے۔

پھر پاکستان کا معاملہ دوسرے ممالک سے مختلف ہے ۔جیسے امت مسلمہ بقیہ امتوں سے مختلف ہے ۔ بقول شاعر ؎

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

پاکستان کا معاملہ باقی دنیا سے مختلف ہے۔ہم نے اللہ سے اس وعدے پر ملک مانگا تھا کہ ہم اس میں اللہ کی شریعت کو نافذ کریں گے لیکن 75 برس ہو گئے،عہد وفا کرنے کی بجائے ہم ٹھوک بجا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کو جاری رکھنے پر تلے ہوئے ہیں، ہم ٹھوک بجا کر 14 اگست کی سرکاری تقریب میں اور دوسرے جلسوں میں ناچ گانا کروا کر دنیا کو فحاشی اور بے حیائی کا پیغام دے رہے ہیں۔ یہ ہمارے وہ اعمال ہیں جو عذاب کو دعوت دینے والے ہیں۔ہمیں ڈرنا چاہیے کہ یہ چھوٹے چھوٹے عذاب کل کسی بڑے عذاب کا پیش خیمہ نہ بن جائیں۔ چنانچہ ہمیں توبہ واستغفار کی طرف پلٹنا چاہیے اور اجتماعی توبہ کی طرف آنا چاہیے جو کہ یہ ہے کہ ہم اس ملک میں اللہ کے دین کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔

سوال: ان مشکل حالات میں ہیومن رائٹس کے نعرے لگانے والی این جی اوز کا کیا کردار ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ان آزمائشوں کے بہت سارے پہلو ہوتے ہیں۔ہم یہاں بڑے ٹھنڈے ماحول میں بیٹھ کر بات کر رہے ہیں، یہ بھی آزمائش ہے کہ ان ساری تکالیف سے ہمیں اللہ نے بچایا ہے تو کیا ہم شکر کر رہے ہیں؟ پھر اللہ نے اگر ہمیں دے کر رکھا تو ((واحسن کما احسن اللہ الیہ)) کے مصداق ہمیں بھی لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنی چاہیے۔ یہ ہمارا امتحان ہے۔ پھر کیا ہمارا دل نرم ہوا کہ نہیں ہوا؟ کیا ہم اللہ کے حضور تنہائی میں روتے ہیں؟ کیا ہم نے گڑگڑا کر اللہ سے معافی مانگی ہے یا نہیں، توبہ کی ہے یا نہیں۔ اسی طرح ہیومن رائٹس کے نام پر ''میرا جسم میری مرضی'' کے نعرے لگانے والے اور لبرلز عورتوں کو گھر سے باہر نکالنے کے لیے آکر کھڑے ہو جاتے ہیں لیکن اس مشکل گھڑی میں وہ نظر نہیں آتے بلکہ دوسرے لوگ بالخصوص دینی جماعتوں کے لوگ، مدارس کے طلبہ و اساتذہ اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ شاید ان کی تصاویر اور بینرز ہمیں نظر نہیں آتے لیکن وہ اللہ کے بندے لگے ہوئے ہیں۔ یہ سب ہماری آزمائش ہے کہ کیا حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھ رہے ہیں یا نہیں۔ اس طرح کے ایک امتحان میں بہت ساری آزمائشوں کے پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں۔

سوال: پاکستان میں لوگ سیاسی جماعتوں کی کال پر باہر نکلتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کے عوام دینی شعور رکھتے ہیں اور وہ دین کے قائم کرنے کے لیے باہر نکلیں گے ۔ آپ ایسی کال کیوں نہیں دیتے جس سے لوگ اقامت دین کے لیے میدان میں آئیں؟

امیر تنظیم اسلامی: بڑا اچھا اور درد مندانہ سوال ہے۔ اس کو دو تین اعتبارات سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اصل میں ہماری وقتی اور فوری نوعیت کی ضروریات محسوس بھی فوری ہوتی ہیں۔ لہٰذا جہاں کہیں بندوں کو اس تعلق سے کسی درجے میں بھی امید نظر آتی ہے تو وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ۔لیکن ایمان کی پکار اور اس کے تقاضوں پر عمل درآمد کے لیے جو مشقتیں اور رکاوٹیں ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں مگر اس کا اصل نتیجہ آخرت میں نکلنا ہے وہ فوراً نظر نہیں آتا اس لیے اس کی فوری ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ اس لیے جس طرح کا جارحانہ ردعمل مادی ضروریات کی کالز پر ہمارا ہوتا ہے وہ طرزِ عمل ایمان کی پکار پر نظر نہیں آتا ۔ سوال یہ ہے کہ کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی کچھ کالز پہلے سے ہمارے لیے نہیں ہیں۔ اللہ اکبر، حی علی الصلوٰۃ اور الصلوٰۃ خیر من النوم کی پکار کس مسلمان کے سامنے نہیں ہے؟ کیا واقعی اس پکار پر فوراً لبیک کہنا اور فوراً عمل کرنا میرے بس میں ہے ؟ ہماری اکثریت پنج وقتہ نماز کی پابندی نہیں کرتی۔ سوال یہی ہے کہ ایسی آسان کال جس پر عمل کرنا آسان ہے اس پر یہ قوم اُٹھتی ہوئی نظر نہیں آ رہی تو پھر ہمیں سوچنا پڑے گا کہ وہ کال جس کو ہم اقامت دین کی جدوجہد کہتے ہیں، جس میں تن من دھن لگانے کی بات ہے، جس میں گھر بار چھوڑنے کے تقاضے بھی آ سکتے ہیں، قربانیوں کے معاملات بھی آ سکتے ہیں، کیا یہ قوم اس پکار پر اٹھ سکے گی؟ یہ اپنی جگہ ایک جواب ہے۔ البتہ ہم اس قوم کو یہ کہیں گے کہ یہ مردہ نہیں ہے، اس کو ڈسا گیا ہے، دھوکا دیا گیا ہے لیکن اگر بعض مواقع کا جائزہ لیں تو یہی قوم دینی تقاضوں کے لیے کھڑی بھی ہوئی ہے اور اپنے مطالبات کو منوایا بھی ہے۔ مثال کے طور پر 1974ء میں قادیانیوں کے خلاف فیصلہ آیا تو اس میں قانونی ضابطے بھی پورے ہوئے اور قوم نے سڑکوں پر قربانیاں بھی دیں ۔ پھر پیپلز پارٹی کے دور میں تحفظ ناموس رسالت کے قانون میں تبدیلی کی کوشش کی گئی جس پر تمام مکاتب فکر کی طرف سے آواز بلند ہوئی لہٰذا عوامی پریشر کی بدولت تبدیلی کی وہ کوشش رُک گئی ۔لیکن بہرحال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اگر ہم وہ نہیں کر پا رہے جو ہمارے بس میں ہے تو جس کے لیے زیادہ محنت اور قربانیوں کی ضرورت ہے اس کے لیے کال دینے والوں کو کافی سوچنا پڑے گا۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ پہلے ہم اپنی ذات کے اعتبار سے مکلف ہیں کیونکہ اللہ فرماتا ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ (البقرہ:286) ''اللہ تعالیٰ نہیں ذمہ دار ٹھہرائے گا کسی جان کو مگر اس کی وسعت کے مطابق۔''

جہاں میرے بس میں ہے وہاں میں کرنے کی کوشش نہیں کر رہا تو جو میرے بس میں نہیں ہے وہاں کھڑا کیسے ہوں گا۔ پھر اللہ کی نصرت کے بغیر دین کا کام نہیں ہو سکتا۔ اللہ سورۃ النحل کے آخر میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا﴾ (نحل:128) ''یقیناً اللہ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔''

باغیوں اور سرکشوں کے لیے اللہ کی مدد نہیں ہے۔ جو لوگ اس کام کے لیے اٹھیں وہ پہلے دین کو اپنی ذات پر ممکنہ حد تک نافذ کیے ہوں تبھی تو اللہ سے مانگنے کا منہ ہو گا اور توقع آئے گی کہ اللہ تعالیٰ کی مدد بھی آئے گی۔ اس کے لیے پہلے قرآن حکیم کے ذریعے ایمان کی آبیاری، افراد کو اللہ والا بنانے کی کوشش کرنا، ان کو سمع وطاعت کا پابند بنانا تا کہ وقت پکار پر وہ لبیک کہنے کو تیار ہوں۔ یعنی ایک منظم جماعت بنانا، پھر جب وہ میدان میں اتریں گے تو اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ان شاءاللہ شامل حال ہو گی۔

اسی کے تسلسل میں یہ بات بھی آ جائے کہ اس رمضان میں وفاقی شرعی عدالت نے سود کے خلاف فیصلہ دیا۔ سود کی حرمت تمام مکاتب فکر کے ہاں متفق علیہ ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ۔ اس پر اگر کوئی پکار اٹھے گی تو ان شاءاللہ یہ قوم کھڑی ہو گی اور اپنا وزن ڈالے گی۔ تیس سال ہو گئے ہیں اور سود کے خلاف تین فیصلے آ چکے ہیں اس کے بعد بھی اگر عملی پیش رفت نہیں ہو رہی تو صاف ظاہر ہے کہ حکمرانوں کی نیت میں اس حوالے سے فرق ہے۔ ہم تمام دینی جماعتوں سے درخواست کر رہے ہیں کہ اس معاملے میں اپنا وزن ڈالیں اور ایک پُرامن مطالباتی نوعیت کی تحریک کے لیے اگر تمام مکاتب فکر کے لوگوں کی طرف سے بات آئے گی تو پھر حکمرانوں پر پریشر بڑھے گا۔ اس کے ہم قائل ہیں۔

سوال: آج کل لوگوں کی اکثریت اپنا ستر نہیں چھپاتی اور وہ مختصر لباس پہن کر نکلتے ہیں۔ ہم کیسے ان کو روکنے کے لیے اقدامات کر سکتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: عجیب معاملہ ہے۔ بڑی بڑی کمپنیز کے بڑے بڑے آفیشلز ہفتے کے دن شارٹس پہن کر باہر گھوم رہے ہوتے ہیں اور شاپنگ بھی کر رہے ہوتے ہیں ان کے اس خلاف شریعت عمل پر کسی کو کوئی پریشانی نہیں لیکن جو بندہ سنت رسولؐ کی پیروی میں صرف ٹخنے کھولے رکھے اس پر لوگوں کو پریشانی ہو جاتی ہے۔ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں کیسی سوچ پروان چڑھ رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلم معاشرے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت، اللہ کی محبت کا عنصر اور رسول اللہ ﷺ سے محبت اور آپ ﷺ کی عظمت کا عنصر اگر دل میں ہو تو پھر شریعت کا ہر حکم انسان بجالائے گا۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ اس پہلو کے حوالے سے ہمارے ہاں کمی ہے۔ یہ پہلو اگر ہم پہلے اُجاگر کر سکیں تو پھر اللہ اور رسول ﷺ کی بات ماننے میں مشکل نہیں ہوگی۔ یقیناً قرآن پاک میں اعمال کا تقاضا ہے مگر ایمان کا معاملہ پہلے ہے۔ اماں عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ اول اول اللہ تعالیٰ نے مکی سورتیں نازل فرمائیں جن میں ایمانیات، جنت، جہنم اور آخرت کا بیان ہے اور کچھ اخلاقی ہدایات بھی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اول اول شراب اور سود کی حرمت اور دیگر احکامات دیے ہوتے تو لوگوں کو عمل پیرا ہونے میں کافی مشکلات ہوئیں۔ گویا اسلام میں پہلے ایمان کو اجاگر کرنے میں محنت ہوئی اور اس کے بعد اعمال کے تقاضے آئے۔ چنانچہ پھر لوگ خود پوچھ رہے ہیں:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ؕ﴾ (البقرہ:219)

﴿وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ؕ﴾ (البقرہ:220)

یعنی سوال کب ہوئے جب ایمان کی آبیاری ہو چکی تھی۔ بہرحال جب معرفت رب اور ایمان کی آبیاری ہوگی تو پھر چاہے ستر و پردہ یا دیگر احکامات ہوں ان پر عمل کرنے میں پیش قدمی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

سوال: عربوں کو سب چیزیں معلوم ہیں کیونکہ وہ عربی جانتے ہیں اور قرآن عربی میں نازل ہوا۔ لیکن پھر بھی وہ اسلام، شریعت اور خلافت کے نظام کو کیوں نہیں اپناتے؟

امیر تنظیم اسلامی: بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم اس دور میں مجرمین کی لسٹ بنائیں تو بہرحال مجرم نمبر ایک عرب ہیں، جن کے ہاں قرآن حکیم موجود ہے اور ان میں سے کئی اس کے جاننے والے ہیں مگر انہوں نے اس کو نافذ نہیں کیا۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ مجرم نمبر دو ہم پاکستانی ہیں کہ جنہوں نے اسلام کے نام پر ملک کو حاصل کیا لیکن اس کو نافذ نہیں کیا۔ اگر ہم سوال عربوں کے بارے میں کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان کو عربی آتی ہے لیکن جو عجمی ہیں، اردو بولنے والے ہیں ان کو اردو میں بھی تو قرآن پاک کی basics سمجھ میں آتی ہیں اور یہ دعویٰ بھی ہم کرتے ہیں کہ ہم نے یہ ملک اسلام کے نام پر لیا ہے۔ یہ دعویٰ کسی عرب ملک نے بھی نہیں کیا۔ اس کا مطلب ہے کہ جس طرح ہم دنیا کی محبت میں ڈوب کر قرآن حکیم اور دین کو پس پشت ڈال رہے ہیں عین ممکن ہے اسی حب دنیا کی وجہ سے کتاب الٰہی اور دین کی تعلیمات کو عرب میں پس پشت ڈالا جا رہا ہو۔ وہاں بادشاہت ہے۔ جو حکمرانی پر فائز ہو چکا ہو عین ممکن ہے کہ وہ دنیا کی محبت میں ڈوب کر اللہ کے احکامات کو پس پشت ڈالے۔ جن کے پاس حکمرانی ہے ان کا معاملہ زیادہ سخت ہوجاتا ہے کیونکہ حدیث کے مطابق: ((الناس علیٰ الدین ملوک)) ''لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوا کرتے ہیں۔''

بہرحال ہر ایک اپنی محنت کا ذمہ دار ہے، وہ محنت کرلے تا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں جوابدہی آسان ہو جائے ورنہ یہ تبصرے آسان تو ہیں لیکن ان پر عمل کرنا زیادہ اہم ہے۔ ہمیں چاہیے کہ حکمرانوں کے لیے دعا کریں جو ہر ایک کر سکتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے کہ بندوں کے دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتے ہیں۔ اللہ جب چاہے انہیں پھیر دے۔ اللہ کے رسول ﷺ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! عمرو بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے کسی ایک کو میری جھولی میں ڈال دے۔ لیکن آپ ﷺ صرف دعا نہیں کرتے تھے بلکہ آپ ﷺ نے ابوجہل کے دروازے پر جا کر دعوت بھی دی ہے۔ ہمارے لیے جتنا کرنا ممکن ہے وہ تو ہم کریں۔

سوال: میں تنظیم اسلامی میں شامل ہونا چاہتا ہوں لیکن میرے والدین کا مؤقف ہے کہ دین کا کام دوسرے درجے کا ہے اور مولویوں کی معاشرے میں کوئی حیثیت نہیں ہے اور تنظیم اسلامی والے تو انتہا پسند مولوی ہیں۔ یعنی وہ سب کو علماء سوء سمجھتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں، میں کیا کروں؟

امیر تنظیم اسلامی: پہلی بات یہ ہے کہ علماء دو قسم کے ہیں۔ ایک علماء حق ہیں جن سے اللہ کی زمین کبھی خالی نہیں رہے گی چاہے وہ تعداد میں کم ہوں۔ دوسرے علماء سوء ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ علماء سوء کے شر سے اللہ ہمیں اور امت کو محفوظ رکھے اور ہمیں علماء حق کی قدر کرنے اور ان سے جڑے رہنے کی توفیق دے۔ اس وقت امت کے زوال کا دور ہے اور یہ زوال ہر طبقے میں ہے لہٰذا دینی طبقات میں بھی زوال پایا جائے گا۔ اس میں دو رائے نہیں ہو سکتیں۔ بعض مرتبہ کچھ لوگوں کے ایسے تجربات ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان کا مشاہدہ درست ہوتا ہے لیکن سامنے والے کا طرز عمل غلط ہوتا ہے۔ اس مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر وہ اس ایک مثال کو across the board apply کر دیتے ہیں کہ یہ مولوی تو ہوتے ہی ایسے ہیں۔ اگر کسی کے والدین یا بزرگ خدانخواستہ اس طرح کی کیفیت میں ہیں اور ان کا بیٹا یا بھائی تنظیم اسلامی میں شامل ہونا چاہتا ہے تو ہم اس کو مشورہ دیتے ہیں کہ تم تنظیم میں شامل نہ ہو لیکن نماز، دروس میں شرکت اور دوسرے تنظیمی امور میں شریک ہوجایا کرو جہاں تک ممکن ہو۔ یہاں تک کہ پھر آپ کا کردار اور عمل ان کو اس بات پر آمادہ کرے کہ ہمارا بیٹا غلط جگہ نہیں جارہا۔ پھر ساتھ ساتھ تنظیم کے سینئر حضرات کی اپنے والدین سے ملاقات کا اہتمام کروائیں تاکہ ان کو اطمینان ہو کہ صحیح لوگ ہیں۔ کوئی ان کی دنیوی منفعت نہیں ہے، کوئی گدیوں کا مسئلہ نہیں ہے یا مال کمانے کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب والدین بالکل مطمئن ہوجائیں تو پھر باقاعدہ تنظیم میں شمولیت اختیار کرو۔ اس وقت اگر وہ آپ کو شامل نہیں ہونے دے رہے تو ہم بھی آپ پر زبردستی نہیں کریں گے۔ آپ ان کی فرمانبرداری کرو اور کردار سے ثابت کرو کہ میں صحیح سمت میں جارہا ہوں۔ یہ اطمینان آپ ان کو دو گے تو وہ نہ صرف آپ کو شامل ہونے دیں گے بلکہ ہوسکتا ہے خود بھی شامل ہوجائیں۔ ہمارے ہاں اس طرح کے کیسز پہلے بھی آئے ہیں لیکن ان کے سامنے یہی عملی تجربات اپنانے کا مشورہ دیا اور الحمدللہ کامیابی ملی ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض ایسے حضرات ہیں جو شادی شدہ ہیں، ان کے بھی مسائل ہوتے ہیں۔ آخر مرد قوام ہیں وہ شامل ہوجاتے ہیں لیکن ہم ان کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ فیملی کو آن بورڈ لیں۔ ان کی جائز حاجات پوری کریں، ان کو وقت دیں اور پھر ان کا بھی اطمینان ہو کہ ہمارا بندہ غلط لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ فیملیز کے لیے بھی انٹریکشن ہوسکتی ہے، ہمارے دروس قرآن میں علیحدہ انتظام ہوتا ہے وہاں خواتین کو لایا جاسکتا

ہے۔ اگر اس طرح فیملیز کو آن بورڈ لیا جائے گا تو پھر بندہ بہت عمدہ دلجمعی سے کام کر سکے گا۔

سوال: آج کل کسی کے صحیح یا غلط ہونے کا معیار پہچاننا مشکل ہوگیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ دین کے لیے کون کتنا مخلص ہے تم دیکھو اس کا اختتام کیسا ہے، یا وہ کتنا امیر ہے۔ موجودہ دور میں کسی عالم کو صحیح یا غلط سمجھنے کا کیا معیار ہونا چاہیے؟

امیر تنظیم اسلامی: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کسی کے اختتام کو دیکھا جائے کہ وہ کتنا امیر ہے۔ اس میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے فرمانے کا یہ مطلب نہیں تھا۔ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو اپنے والدین کی وراثت میں اتنا پیسہ ملا ہو کہ اس کا کاروبار چلتا رہا اور اس کی سورس آف انکم چلتی رہی اور اس کے پاس مال موجود ہے۔ الحمدللہ وہ زکوٰۃ بھی ادا کر رہا ہوگا اور راہ خدا میں بھی خرچ کر رہا ہوگا اور ایک مناسب حال زندگی بھی گزار رہا ہوگا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بندے کو اللہ نے صلاحیت دی ہے اور اس نے کوئی کاروبار کیا ہے یا وہ پروفیشنل اعتبار سے بڑا ماہر تھا اور ترقی کر گیا۔ غالباً ہمارے ان بھائی کے ذہن میں سورۃ التوبہ کی آیت: 34، 35 کے درس کے حوالے سے بات ہوگی۔ قرآن کے اس مقام کی روشنی میں ڈاکٹر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص کو دینی اعتبار سے اللہ نے ایک مقام دیا، اب وہ اپنی اس دینی پوزیشن کو بنیاد بنا کر کمائی کر رہا ہے تو یہ واقعی غلط ہے۔ البتہ اگر کوئی دینی شخصیت اپنے پیشے، وراثت کے مال یا حلال کاروبار کی وجہ سے امیر ہوگیا تو وہ الگ شے ہے۔ پھر یہ کیسے معلوم کریں کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس ضمن میں ایک حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مومن وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ یاد آئے۔ لہٰذا جس کے معاملات اور کردار کو دیکھ کر تمہیں اللہ تعالیٰ یاد آتا ہو، جس کے پاس بیٹھ کر تمہیں آخرت کی فکر پیدا ہو، دنیا سے بے رغبتی تمہارے اندر پیدا ہو تو وہ بندہ صاحب حق ہوگا۔ ان شاء اللہ! باقی رہا ایک دوسرے پر الزام لگانا، ہر ایک یہی کہتا ہے کہ میں صحیح ہوں دوسرا غلط ہے۔ اس کا حل وہی ہے جو مفتی تقی عثمانی صاحب نے بتایا ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ کون حق پر ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کم سے کم اتنے پر تو آجاؤ کہ جو سب کے نزدیک متفق علیہ ہے، اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مکاتب فکر میں اتفاقی معاملات زیادہ ہیں اور اختلافی کم ہیں لیکن بدقسمتی سے لڑانے اور بحث ومباحثے والی باتیں زیادہ ہائی لائٹ ہوجاتی ہیں۔ تمام مکاتب فکر کے ہاں جھوٹ بولنا، غیبت کرنا، سود کھانا، فلمیں ناچ گانا دیکھنا وغیرہ متفق علیہ منکرات ہیں۔ جو چیزیں متفق علیہ ہیں ان پر عمل درآمد شروع کر دیں تو میرا گمان ہے کہ پھر تھوڑے بہت اختلافی معاملات پر بحث ومباحثے کا وقت عام آدمی کے پاس نہیں بچے گا۔ قرآن مجید اہل کتاب سے کہتا ہے:

﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ (آل عمران: 64) ”آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان بالکل برابر ہے“

یہ نصاریٰ سے بات ہو رہی ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کو خدا، خدا کا بیٹا مانتے ہیں جو بہت بڑا شرک ہے۔ اور ہم آپؑ کو اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول مانتے ہیں۔ وہ انجیل کو مانتے ہیں جس میں تحریف ہوگئی، قرآن پاک کو نہیں مانتے، نبی اکرم ﷺ کو نہیں مانتے۔ لیکن اللہ فرماتا ہے:

﴿اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ ”کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں“

کم ازکم اس بات پر تو آؤ کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ نصاریٰ سے ہمارے اختلافات زیادہ اور اتفاقات کم ہیں، وہاں قرآن کہتا ہے کہ اتفاق کو ہائی لائٹ کرو۔ اسی طرح جہاں اتفاقات زیادہ اور اختلافات کم ہیں وہاں ہم اتفاقات کو فوکس کر کے عمل کے میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتے؟ بہرحال اگر کسی کو پھر بھی کنفیوژن ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے۔ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا جنت میں داخلے کے لیے ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ صدق دل سے مانگنے والے بندے کی کنفیوژن دور کر کے اس کو صحیح راہ نہیں دکھا سکتا؟ اللہ تعالیٰ قادر ہے وہ ضرور دکھائے گا۔

سوال: اسلامی لحاظ سے بچوں کی پرورش کیسے کی جائے؟

امیر تنظیم اسلامی: رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی (مشرک) بناتے ہیں۔ بچے کا پہلا مدرسہ، سکول، ٹرینرز، مینٹورس اس کے والدین ہیں۔ ماں کا کردار بہت بڑا ہے لیکن باپ کا رول بھی کم نہیں ہے۔ اگر ہم والدین اپنے آپ کو سیدھا رکھیں گے تو ہماری اولاد بھی سیدھی رہے گی۔ ان شاء اللہ! موجودہ دور میں ہر شے آؤٹ آف سورس ہوگئی ہے۔ ایک سال کے بچے کے لیے بھی ڈے کیئر اور بے بی سنٹر دستیاب ہے۔ یعنی جس بچے کو ماں کی ممتا نہیں مل رہی، ماں کا لمس اس کے وجود کو نہیں مل رہا تو اس بچے کو کہاں سے شفقت ملے گی اور اس کا کردار اور اخلاق کیسے بنے گا؟ پھر ہم اپنے بچوں کو اداروں میں ڈالتے ہیں۔ یقیناً ادارے مددگار ہوسکتے ہیں لیکن بچے کی فطری تربیت میں جو کردار والدین ادا کر سکتے ہیں وہ کوئی ادارہ نہیں کرسکتا۔ یہ بھی کہا جاتا کہ بچے بڑے ہوگئے ہیں کیا کریں۔ حضرت یعقوب علیہ السلام دنیا سے جا رہے تھے، وہ اپنے بیٹوں اور پوتوں سے پوچھتے ہیں:

﴿مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْۢ بَعْدِيْ ۭ﴾ (البقرہ: 133)

”تم کس کی عبادت کرو گے میرے بعد؟“

دنیا سے جاتے وقت بھی یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کو نصیحت فرما رہے ہیں۔ یعنی بچوں کی تربیت لائف ٹائم چلتی رہے۔ والدین خود باعمل ہوں گے تو ان کے بچے بھی باعمل بنیں گے۔ شریعت میں نماز کی بہت تاکید ہے۔ باپ کو کہا گیا ہے کہ فرض نماز مسجد میں ادا کرے لیکن سنت ونوافل گھر میں ادا کرے۔ جب وہ یہ عمل کرے گا تو بچے خود بخود کاپی کریں گے۔ پھر والدین اللہ سے دعا بھی کریں۔

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ﴾ (الفرقان: 74) ”اے ہمارے پروردگار! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔“

ہمارے ہاں تنظیم اسلامی میں نظم کے تحت اسرہ کا نظام ہے جس میں ہفتہ وار سب لوگ بیٹھیں، قرآن اور حدیث کا درس ہو، سیرت کا بیان ہو، کچھ لٹریچر کا مطالعہ ہو اور کچھ حالات حاضرہ پر بھی تھوڑا بہت کلام ہوجائے۔ ایسے ہی تنظیم یہ چاہتی ہے کہ رفقاء اپنے گھروں میں پورے خاندان کو لے کر بیٹھیں اور ایک گھر کا اسرہ قائم ہوتا ہے۔ پھر خواتین کے حلقے کے لیے کچھ کتابوں کا ایک پیکیج ہے۔ اس سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ وہ میں بھی اپنے بچوں کے لیے استعمال کرتا ہوں۔ یعنی اپنے گھر کے اندر تعلیم وتربیت کا سیٹ اپ بنائیں۔ پھر جب بچے بڑے ہو رہے ہیں تو باپ مسجد میں ساتھ لے کر جائے۔ اسی طرح دینی اجتماعات میں ہمارے بچوں اور خواتین کی شمولیت ہونی چاہیے۔ یہ ایک سپورٹیو رول ہوجائے گا۔ لیکن بنیادی طور پر والدین کو خود صراط مستقیم پر گامزن ہونا پڑے گا۔

سوال: امیر تنظیم اسلامی کے تمام اوقات تنظیمی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں صرف ہوتے ہیں۔ تنظیم اسلامی میں امیر

کے حصول معاش کا ذریعہ کیا ہوتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: تنظیم اسلامی میں امیر کا ٹائٹل امیر تنظیم اسلامی کے ساتھ ساتھ دوسرے ذمہ داران (امیر حلقہ، مقامی تنظیم کے امیر) کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ پھر اس سے نیچے بھی ذمہ داریاں ہیں۔ بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دور سے ہم نے باہمی مشاورت سے یہ طے کیا ہوا ہے کہ تنظیم کے ذمہ داران بامعاوضہ نہیں ہوں گے البتہ ان کو ٹرانسپورٹ یا رہائش کی سہولت تنظیم حسب ضرورت مہیا کرے گی۔ البتہ تنظیم کے دفاتر میں جو لوگ کام کر رہے ہیں (فل ٹائم یا پارٹ ٹائم) ان کو مشاہرہ دیا جاتا ہے۔ اللہ رب العالمین کا یہ احسان ہے کہ جو لوگ بھی ان ذمہ داریوں پر رہے ہیں یا اس وقت ہیں ان کے پاس کوئی متبادل ذریعہ معاش موجود ہے۔ یہ ان کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سہولت کا معاملہ فرمایا ہے۔ کچھ استثنائی صورتوں میں کچھ لوگوں کو تنظیم کی طرف سے مشاہرے کی معاونت کی گئی۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جس سادگی اور قناعت پر زندگی بسر کی ہے ہمارے لیے انہوں نے ایک بڑا اچھا رول ماڈل چھوڑا ہے۔ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے۔

سوال: تنظیم اسلامی اپنا آخری اقدام کب کرے گی؟

امیر تنظیم اسلامی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے فرمایا تھا کہ اگر کم وبیش دو لاکھ افراد ہوں جو اپنی ذات پر ممکنہ حد تک دین پر عمل پیرا ہوں اور سمع وطاعت کے خوگر ہوں تو پھر ہم کسی آخری اقدام کی بات کریں گے۔ سابق امیر حافظ عاکف سعید نے ترغیب کے لیے کہا تھا کہ تم کم سے کم پچاس ہزار تو ایسے آجاؤ تو شاید ہم اقدام کے بارے میں سوچیں۔ بہر حال اقدام اپنے وقت پر ہوگا کب ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے۔ لیکن وہ اللہ کے فضل اور توفیق سے ہوگا اور باہمی مشاورت سے ہوگا۔ سر دست ابھی بہت محنت کرنی ہے جو ہم کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں آسانی فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 26 سال، تعلیم بی اے، پرائیوٹ نوکری، کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0320-4118079

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(8 تا 13 ستمبر 2022ء)

جمعرات (08 ستمبر) کو مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (09 ستمبر) قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

ہفتہ (10 ستمبر) کی شام کو طے شدہ پروگرام کے مطابق نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان کے ہمراہ حیدر آباد پہنچے۔ بعد نماز عشاء زیل پاک سوسائٹی میں ''سیلاب وسود کی تباہ کاریاں اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر بھرپور خطاب فرمایا، جس میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ عشائیہ کے بعد ایک رفیق تنظیم کے گھر رات قیام کیا۔

اتوار (11 ستمبر) کو صبح 9:00 سے 10:15 بجے امراء، نقباء اور معاونین کے ساتھ مسجد جامع القرآن قاسم آباد میں ملاقات کی، جس میں سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔ بعد ازاں حلقہ کے دیرینہ بزرگ ساتھی قاضی طیب صاحب سے خصوصی ملاقات کی۔ 10:30 تا ایک بجے اجتماع رفقاء میں حلقہ کے تعارف کے بعد رفقاء سے سوال وجواب کی بھرپور نشست ہوئی اور تذکیری خطاب فرمایا۔ پھر مبتدی وملتزم رفقاء سے بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ اندرون سندھ سیلاب سے متاثرہ علاقوں سے بھی رفقاء واحباب شریک ہوئے۔ بعد نماز ظہر ٹمیاری کے سیلاب زدہ علاقہ سے آئے ہوئے رفقاء واحباب سے تفصیلی ملاقات کی۔ امیر محترم خواہش کے باوجود راستوں کی بندش کی بنا پر متاثرہ علاقوں میں جا کر رفقاء واحباب سے بالمشافہ ملاقات کے لیے نہ جا سکے۔ تاہم سیلاب سے متاثرہ 9 رفقاء واحباب سے ٹیلیفون پر خیریت معلوم کی اور تنظیم کی طرف سے تعاون کا یقین دلایا۔ بعد نماز مغرب مقامی تنظیم حیدر آباد سٹی کے تحت قرآن مرکز ہیر آباد میں ''ہمارے مسائل کا حل: اجتماعی توبہ'' کے موضوع پر خطاب فرمایا، جس میں حضرات وخواتین نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ بعد نماز عشاء ایک بنکویٹ ہال میں ''سود وسیلاب کی تباہ کاریاں اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر خطاب کیا، جس میں چند علماء کرام کے علاوہ رفقاء واحباب نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ وہاں سے فراغت کے بعد رات گئے کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (13 ستمبر) رات 09:15 تا 10:45 انسداد سود کے حوالہ سے ایک آن لائن گفتگو (Podcast) میں شرکت کی اور انسداد سود کے ضمن میں تنظیم اسلامی کوششوں کا ذکر کیا نیز سوالات کے جوابات دیئے۔ (عاطف وحید صاحب بھی آن لائن شریک تھے)۔

انا للہ وانا الیہ راجعون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ کراچی وسطی گلشن جمال کے ملتزم رفیق محترم شعیب عالم کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0344-2147379

☆ محمد عزیز الرحمٰن خورشید خطیب جامع مسجد فاروقیہ ملکوال کا جواں سال بھانجا حافظ محمد امجد وفات پا گیا۔

☆ محمد خلیل الرحمٰن علوی کے سسر مہر محمد نذیر وفات پا گئے۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

امام وخطیب دستیاب ھے

لاہور میں اگر کسی مقام پر خطاب جمعہ کے لیے فی سبیل اللہ امام وخطیب کی ضرورت ہو تو رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0315-4952433، 0305-8280905

دجالیت کے آفاقی اور زمینی مظاہر (III)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

یہ مضمون ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نومبر 2008ء کے خطابِ جمعہ سے لیا گیا ہے جو کہ اس وقت کے حالات کی بھی عکاسی کرتا ہے لیکن اس میں مسلمانوں کے لیے بہت بڑا سبق ہے۔

دجالیت کا اصل ہدف: عالمِ اسلام

امریکہ اپنے مذکورہ بالا مقاصد کے حصول کے لیے جنگی جنون میں مبتلا ہے اور صدر بش امریکہ کے تمام سابقہ صدور سے بڑا جنگجو صدر کہلاتا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ مجھے خدا نے حکم دیا ہے کہ جنگ کرو۔ یہ کٹر عیسائی ہے اور Evengelist ہے۔ اِس کا باپ بلی گراہم کے بیٹے کا مرید تھا اور یہ بھی اس کا مرید ہے۔ واضح رہے کہ بلی گراہم ایک بہت بڑا Evengelist تھا۔ اخبارات میں چھپا ہے کہ 2005ء میں صدر بش نے ایک کٹر کرسچین آرگنائزیشن کو چالیس ارب ڈالر دیے تھے۔ اور نیویارک ٹائمز کی ایک تازہ اطلاع ہے کہ 2004ء میں بش نے حکم دے دیا تھا کہ سعودی عرب پر بھی حملہ کرو، پاکستان پر بھی اور شام پر بھی۔ لیکن امریکہ کی ڈیفنس فورسز کے کمانڈر نے کہا کہ نہیں، ہم پہلے ہی بہت پھیل گئے ہیں، ہماری قوت بہت زیادہ منقسم اور منتشر ہو گئی ہے۔ ہماری فوج افغانستان میں ہے، عراق میں ہے اور ہمارے اڈے کہاں کہاں تک بنے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے اڈا جہاں بھی ہوتا ہے وہاں فوج بھی ہوتی ہے۔ تو اس نے روکا کہ آخر ہم کہاں سے اتنی فوج لائیں گے؟ امریکہ نے Twin Towers کا ڈراما رچا کر جو حملہ کیا تو اس جنگجوئی کا اوّلین ہدف عالم اسلام بنا۔ اس لیے کہ پرانی کہاوت ہے ”نزلہ برعضوِ ضعیف“ کہ نزلہ انسان کے جسم کے کمزور اعضاء پر گرتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں مسلمان کمزور ہیں، اس لیے ان پر فتوحات حاصل کرنا امریکی ایجنڈے میں شامل ہے۔ پھر یہ کہ تیل کے عظیم ترین ذخائر عربوں کے قدموں کے نیچے ہیں۔ امریکہ کا یہاں پر ایک نئی عرب شیعہ ریاست بنانے کا پروگرام ہے جس میں ایران کا ایک صوبہ اھواز بھی آتا ہے جو خلیج کا مشرقی ساحل بنتا ہے جہاں عرب آباد ہیں، اور خلیج کے دوسری طرف سعودی عرب کی مشرقی پٹی بھی اس نقشہ میں شامل ہے۔ پھر کویت اور عراق کا ایک جنوبی حصہ بھی اس میں شامل ہے جہاں شیعہ آباد ہیں۔ ان کو ملا کر ایک نئی عرب شیعہ ریاست بنانا ان کے پروگرام میں شامل ہے اور وہ یہ نقشہ شائع کر چکے ہیں۔

پھر یہ کہ ان کی دجالی تہذیب کے لیے بھی صرف عالم اسلام رکاوٹ ہے۔ باقی دنیا تو حیوان بن چکی ہے۔ وہاں آزاد شہوت رانی ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ عفت و عصمت بھی کسی شے کا نام ہے۔ جبکہ مسلمان ممالک میں ابھی تک عفت و عصمت اور شرم و حیا کا تصور قائم ہے۔ والدین کا ادب اور عزت و احترام ابھی باقی ہے۔ بڑھاپے کے اندر ان کی خدمت کرنا مسلمان اپنا فرض سمجھتا ہے۔ خاندانی نظام ابھی باقی ہے۔ بیوی اور شوہر عمر بھر ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ پوری طرح وفادار رہتے ہیں۔ والدین کی ساری توجہ اولاد پر مرکوز ہے۔ اگرچہ کچھ غلطیاں کوتاہیاں ہو جاتی ہیں، لیکن مسلمانوں کا خاندانی نظام قائم ہے۔ جبکہ یورپ میں جب لڑکا لڑکی بالغ ہو جاتے ہیں تو والدین کہتے ہیں اب جاؤ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جاؤ، اب ہم ذمہ دار نہیں ہیں، ہم نے جتنا پالنا پوسنا تھا پال پوس دیا۔ لہٰذا ان کا خاندانی نظام برباد ہو گیا ہے۔

صہیونیوں کا جو پانچ نکاتی ایجنڈا ہے وہ بنیادی طور پر مشرقِ وسطیٰ سے متعلق ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں جو صورت حال بن رہی ہے اس سے مجھے اندیشہ ہے کہ یہودی شاید بہت جلد مسجد اقصیٰ اور قبۃ الصخرۃ کو گرا دیں۔ اس کے نتیجے میں ایک طوفان برپا ہو گا اور اس کو دبانے کے لیے پھر اتحادی افواج حملہ آور ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ عیسائی تم پر اسّی عَلم لے کر حملہ آور ہوں گے اور ہر عَلم کے نیچے بارہ ہزار فوج ہو گی، یعنی ساڑھے نو لاکھ فوج۔ یہ نیٹو جو تیار ہو رہی ہے اور اس کی مسلسل توسیع کی جا رہی ہے تو یہ کس لیے ہے؟ حالانکہ نیٹو تو بنائی گئی تھی روس کے خلاف اور روس اب ختم ہو چکا ہے، وہ ان کے لیے اب کوئی چیلنج نہیں رہا۔ اگرچہ وہ دوبارہ اُبھر رہا ہے لیکن ابھی اس کے اندر ان کا سامنا کرنے کا دم خم نہیں ہے۔ تو یہ نیٹو اسی لیے تیار ہو رہی ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ان کا جو پانچ نکاتی ایجنڈا ہے اس کو پورا کیا جا سکے۔ اور اس کے لیے ظاہر بات ہے ان کو جنگ کرنا ہو گی۔ گریٹر اسرائیل کے مجوزہ نقشہ میں انہوں نے عراق، شام، اردن اور لبنان کے پورے پورے ممالک شامل کیے ہیں۔ ترکی کا جنوبی حصہ اور سعودی عرب کا شمالی حصہ بشمول مدینہ بھی اس نقشے میں شامل ہے۔ مکہ مکرمہ کی بات وہ نہیں کرتے، اس لیے کہ یہودی کبھی بھی مکہ میں آباد نہیں رہے۔ اس کے علاوہ مصر کا جشن کا علاقہ بھی اس نقشے میں شامل کیا گیا ہے جو ڈیلٹا کا انتہائی زرخیز علاقہ ہے اور جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے گیارہ بیٹے جا کر آباد ہوئے تھے۔ تو یہ ان کا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ہے، جس کے لیے بش نے جنگجویانہ پروگرام بنایا۔

صدر اوباما اور اس کی پالیسیاں

امریکہ میں جو اِس وقت بہت بڑی تبدیلی آئی ہے کہ باراک حسین اوباما صدرِ امریکہ بن گیا ہے، اس سے بڑی امیدیں وابستہ کی جا رہی ہیں کہ شاید وہ کچھ تبدیلی لائے گا اور کچھ اچھا کام کرے گا، اس لیے کہ اس کی رگوں میں مسلمان کا خون ہے۔ اس کا باپ اور دادا کینیا کے سیاہ فام مسلمان تھے جبکہ ماں عیسائی تھی اور وائٹ امریکن تھی۔ لیکن اس ضمن میں پہلی بات تو یہ سمجھ لیجیے کہ امریکہ کی پالیسیاں دو ہوتی ہیں، ایک ڈومیسٹک اور ایک گلوبل یا انٹرنیشنل۔ ان کی جب حکومتیں بدلتی ہیں تو ڈومیسٹک پالیسیوں میں تو تبدیلیاں آ سکتی ہیں کہ ٹیکس کے اندر زیادتی یا کمی کر دی جائے، شرح سود میں اضافہ کر دیا جائے یا کمی کر دی جائے، امیگریشن پر پابندیاں لگائی جائیں یا دروازے کھول دیے جائیں، لیکن ان کی جو گلوبل، انٹرنیشنل یا فارن پالیسیاں ہیں ان کے اندر کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ ان کا نقشہ دس دس پندرہ پندرہ سال پہلے سے بنا کر رکھ دیا جاتا ہے۔ اس کے لیے ان کے ہاں بڑے بڑے

تھنک ٹینکس ہیں۔ ان کے جو تین سب سے بڑے ادارے ہیں یعنی سی آئی اے پینٹا گون (جو اُن کی مسلح افواج کا مرکز ہے) اور سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ ان میں انتہائی ذہین وفطین لوگ بیٹھے ہوئے ہیں جو طے کرتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے اور کوئی بھی امریکی صدر آ کر اس میں بال برابر تبدیلی نہیں کر سکتا۔ لہٰذا بش کی یہ پالیسی جوں کی توں جاری رہے گی۔ اور اوباما نے جو سفید فام امریکیوں سے ووٹ لیے ہیں تو اس وجہ سے کہ اس نے عالم اسلام کے خلاف دوسروں سے بڑھ چڑھ کر باتیں کی تھیں اگرچہ بعد میں اس نے کچھ نرم لب ولہجہ اختیار کیا۔ یہ ایفرو امریکنز میں سے ہے۔ لہٰذا یہ خاص طور پر ایسے کام کرے گا کہ سفید چمڑی والے امریکی اور خاص طور پر یہودی لابی ناراض نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ ایک بڑے کٹر یہودی کو وائٹ ہاؤس کا چیف آف سٹاف بنایا ہے جس کا نام رام عمانویل ہے اور یہ اسرائیل کی Likud پارٹی سے ہے جو زیادہ کٹر زیادہ مذہبی اور زیادہ انتہا پسند جماعت ہے۔ اس کے اس اقدام پر اسرائیل کے اخبارات نے فتح کے شادیانے بجائے ہیں کہ اب ہمارے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا اب تو ہمارا اپنا آدمی پورے سیکرٹیریٹ کی سب سے بڑی اتھارٹی ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ایک ہندو سونال شا کو اپنا مشیر بنایا ہے جو ہندوؤں کی ایک متعصب اور مسلمانوں کی بہت شدید مخالف جماعت ''وشوا ہندو پریشد'' کے یوتھ ونگ ''بجرنگ دل'' سے متعلق ہے۔ گویا جنوبی ایشیا کے لیے اوباما کا مشیر یہ ہندو ہوگا۔ لہٰذا اس سے کسی خیر کی توقع نہ رکھیے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت 10 میں فرمایا گیا ہے:
﴿اِذۡ جَآءُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ وَمِنۡ اَسۡفَلَ مِنۡكُمۡ﴾ ''اور (یاد کرو وہ وقت) جب دشمن تمہارے اوپر سے بھی چڑھ کر آئے تھے اور نیچے سے بھی''۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر دشمن کی فوجیں اوپر سے یعنی شمال اور مشرق سے بھی آئی تھیں اور جنوب سے بھی جو نیچے کا علاقہ کہلاتا تھا۔ آج بعینہٖ یہی صورت حال ہے جو میں نے آپ کو بتائی ہے کہ اِس وقت ایک تو اوپر سے دجالیت کے تین غلاف ہیں اور زمین پر یہودی صہیونیوں اور عیسائی صہیونیوں سب کا یہی پروگرام بن رہا ہے کہ عالم اسلام کو درہم برہم کر دینا ہے اور مشرقِ وسطیٰ کے اندر ایک گریٹر اسرائیل قائم کرنا ہے۔ اگرچہ ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ نہیں چاہے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَمَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ﴾ (الدھر: 30) چنانچہ ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا۔

یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اللہ کا کیا نقشہ ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے اللہ ہمیں آخری سزا دینے پر تل گیا ہو۔ آخری سزا کے ہم مستحق تو ہو چکے ہیں۔ خاص طور پر عرب سب سے بڑے مجرم ہیں جن کی مادری زبان میں اللہ کا کلام موجود ہے اور پھر بھی انہوں نے اللہ کے نظام کو قائم نہیں کیا۔ ان کے ہاں بھی وہی مغرب کا نظام ہے وہی سودی معیشت ہے وہی تہذیب وتمدن ہے۔ دوسرے بڑے مجرم ہم پاکستانی مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کے نام پر ایک ملک تقسیم کرایا۔ لاکھوں جانیں قربان ہوئیں ہزار ہا عورتوں کی عصمت دری ہوئی ہزار ہا عورتیں اور بچے اغوا ہوئے۔ یہ سب اسلام کے نام پر ہوا کہ ہمیں ایک ایسا خطۂ زمین چاہیے جہاں ہم اسلام کا نظام قائم کر سکیں لیکن کہاں ہے وہ اسلام؟ ہم نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ خلافی کی جس کی پاداش میں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں آخری سزا دے اور وہ یہود ونصاریٰ کے ہاتھوں ہو۔ یہ بات ضرور امریکہ کے پیش نظر ہو گی کہ اپنے پانچ نکاتی ایجنڈے کو مکمل کرنے کے لیے پہلے پاکستان کے ایٹمی دانت توڑ دیے جائیں۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ عالم اسلام کے اندر ایک طوفان آ جائے اور عوامی بہاؤ کے اندر حکومتیں بہہ جائیں تو پھر یہ ایٹمی ہتھیار بنیاد پرست مسلمانوں کے ہاتھ لگ جائیں۔ میں پہلے یہ سن کر ہنسا کرتا تھا جب لوگ یہ کہتے تھے کہ کہیں یہ ایٹمی ہتھیار بنیاد پرستوں کے ہاتھ نہ لگ جائیں۔ میں کہتا تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ پاکستان کے اندر بنیاد پرست مسلمانوں کی حکومت بنے؟ لیکن اب مجھے نظر آ رہا ہے کہ ہاں یہ ممکن ہے۔ جس دن مسجد اقصیٰ شہید کی گئی اور قبۃ الصخرہ کو گرایا گیا تو عالم اسلام کے اندر ایک قیامت آ جائے گی۔ اسلامی ملکوں کی حکومتیں اور ہیں جبکہ عوام اور ہیں۔ عوام کے جذبات مختلف ہیں۔ پھر واقعتاً ایک طوفان برپا ہوگا اور اسے دبانے کے لیے عیسائی فوجیں اتّی عَلم لے کر آئیں گی۔ یہ باتیں اب زیادہ دُور نظر نہیں آ رہیں۔

اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی ولکم ولسائر المسلمین والمسلمات ○○

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی (حلقہ کراچی وسطی)'' میں
07 تا 09 اکتوبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے ومتوقع مدرسین کے لیے)

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔

گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ منہج انقلابِ نبوی ﷺ ☆ محاضراتِ حدیث: از ڈاکٹر محمود احمد غازی (باب 7 تا 12)

زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0335-0379314 / 021-36823201

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 35473375-78(042)

یو ایس ایڈ یا دوسری عالمی این جی اوز کے بارے میں تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ سیلاب زدگان کی مدد کر رہی ہیں لیکن سینٹ کام جو خالصتاً امریکی جنگی ادارہ ہے اُس کا کیا کام ہے کہ وہ سیلاب زدگان کی امداد کرے: ایوب بیگ مرزا

اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم امریکہ سے امداد لیتے ہیں تو پھر ہمارے اندرونی معاملات میں ان کی رسائی بڑھ جاتی ہے اور ہمارے قومی مفادات کو نقصان پہنچتا ہے: رضاء الحق

چین چاہتا ہے کہ پاکستان فیصلہ کرلے کہ اس نے مشرق کے ساتھ رہنا ہے یا مغرب کا ساتھ دینا ہے: عبداللہ حمید گل

پاکستان کے امریکہ اور چین سے تعلقات کی نئی سمت؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: سینٹ کام امریکی محکمہ دفاع کا ایک ادارہ ہے جیسے ہمارا جی ایچ کیو ہے۔ اس کی طرف سے ایک بیان جاری ہوا ہے کہ ہم پاکستان کے سیلاب زدگان کی مدد کے لیے ایئر برج بنائیں گے۔ سینٹ کام کے اس بیان کا کیا مطلب ہے؟

رضاء الحق: امریکی وزارت دفاع کی دنیا بھر میں سات مختلف کمانڈز ہیں۔ سینٹ کام اصل میں سنٹرل کمانڈ آف دی آرمڈ فورسز کا مخفف ہے۔ یورپ میں ان کی یورپین کمانڈ ہے، افریقہ میں افریقن کمانڈ ہے۔ اسی طرح جنوبی ایشیاء میں انڈو پیسفک کمانڈ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے پاس افرادی قوت اور نیٹ ورک بھی موجود ہوتا ہے اور جہاز بھی ہوتے ہیں جن کے ذریعے وہ مختلف جگہوں پر جا سکتے ہیں۔ اسی طرح یو ایس ایڈ کے متعلق ہمیں بتایا جاتا ہے کہ وہ امریکہ کی ایک این جی او ہے جو لوگوں کی بہبود کے لیے کام کرتی ہے حالانکہ وہ امریکہ کی فارن پالیسی کے ٹول کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ یو ایس ایڈ کے اپنے ڈاکومنٹ میں اس کی جو تعریف ہے وہ اس طرح ہے: United states agency for international development. ان کا کہنا ہے کہ اس وقت امریکہ کے پاس اپنے مفادات اور مقاصد کو حاصل کرنے اور پوری دنیا میں اس کے غلبے کو قائم کرنے کے لیے تین بنیادی ذرائع ہیں:

1۔ڈیفنس 2۔ڈپلومیسی 3۔ڈویلپمنٹ

وہ کہتے ہیں کہ ہمارا اس تناظر میں دنیا بھر میں رول ہوگا۔ یعنی امریکہ جس طرح دنیا کے مختلف ممالک میں عسکری حملے کرکے اپنے مفادات حاصل کرتا ہے اور کئی مرتبہ وہ بین الاقوامی اداروں (آئی ایم ایف، ورلڈ بنک وغیرہ) کے ذریعے مختلف ممالک پر پریشر ڈال کر بھی اپنے مفادات حاصل کرتا ہے اسی طرح اپنے تھنک ٹینکس، یو ایس ایڈ، رینڈ کارپوریشن، بروکنگ انسٹیٹیوٹ، جان ہاپکنز وغیرہ کے ذریعے بھی اپنے مفادات حاصل کرتا ہے۔ یعنی امریکہ اپنی خارجہ پالیسی کے لیے، دوسرے ممالک کو اپنا اتحادی بنانے اور انہیں اپنا ماتحت بنانے کے لیے چوتھی جنگ لڑ رہا ہوتا ہے۔ اس کے لیے مذکورہ بالا تمام ادارے اور ہتھکنڈے استعمال ہوتے ہیں۔ اب اس وقت جو بات سامنے آئی ہے کہ یو ایس ایڈ سینٹ کام کے ساتھ مل کر UAE سے C-17 کی 20 فلائٹس پاکستان کے نور خان ایئر بیس پر سیلاب زدگان کے لیے اُتارے گا۔ انہوں نے تقریباً 6 ارب روپے کا امدادی سامان دیا ہے لیکن حکومت پاکستان نے اپنی طرف سے بھی 40 ارب روپے کا کیش اناؤنسمنٹ کر دیا ہے۔ پی ٹی آئی کے چیئرمین عمران خان نے بھی دو ٹیلی تھونز کے ذریعے دس ارب روپے کی امدادی رقم اکٹھی کی ہے۔ پھر ہمارے ملک کی این جی اوز بھی سیلاب زدگان کی امداد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ اگر اس صورت حال کو سامنے رکھیں تو ہمیں امریکہ کی اس امداد کی ضرورت ہے ہی نہیں کیونکہ 6 ارب حقیقت میں کچھ بھی نہیں ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم ان کی امداد لیتے ہیں تو پھر ان کی رسائی ہمارے اندرونی معاملات میں بڑھ جاتی ہے اور پھر وہ ہمیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے قومی مفادات کو نقصان پہنچتا ہے۔

سوال: یو ایس ایڈ پاکستان میں پہلی دفعہ کوئی آپریشن نہیں کر رہا بلکہ ہمارے تعلیم اور صحت کے شعبوں میں وہ کافی عرصے سے امداد دے رہا ہے۔ جس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوا لیکن جب وہ ڈیزاسٹر میں ہمدردی کے طور پر ہماری امداد کر رہے ہیں تو اس پر ہم معترض کیوں ہیں؟

رضاء الحق: ہم ان کی مداخلت پر ہمیشہ اعتراض کرتے رہے ہیں۔ 2015ء میں وزیر داخلہ چودھری نثار نے 18 غیر ملکی این جی اوز پر پابندی لگائی تھی جن میں اطلاعات کے مطابق یو ایس ایڈ بھی شامل تھا۔ اس وقت پاکستان میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ این جی اوز کام کر رہی ہیں جن میں سے اٹھارہ ہزار فارن فنڈڈ ہیں اور ان میں 75 انٹرنیشنل این جی اوز ہیں۔ اب بظاہر وہ تعلیم یا صحت کے شعبہ میں خدمات دے رہی ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں اپنے ایجنڈے پر عمل پیرا ہوتی ہیں۔ ہمارے تعلیمی نصاب میں ان کی مرضی کی تبدیلیاں لائی جاتی ہیں جن کے ذریعے وہ ہماری آئندہ نسلوں کی ذہن سازی اپنے ایجنڈے کے مطابق کرنا چاہتے ہیں۔ امریکہ کی این جی اوز جب پاکستان میں مداخلت کرتی ہیں تو بظاہر کچھ فوائد ہی نظر آ رہے ہوتے ہیں لیکن اس کے پیچھے نقصانات ہی ہوتے ہیں۔ دہشت گردی کی جنگ میں ہم نے امریکہ کا ساتھ دیا تو ہمیں نقصان ہی نقصان ہوا فائدہ کوئی نہیں ہوا۔ چین اور دوسرے ممالک کی مثالیں موجود ہیں کہ اگر وہاں کوئی قدرتی آفت آتی ہے اور نقصان ہوتا ہے تو وہ دنیا کے سامنے بھیک نہیں مانگتے، کشکول لے کر وہ ادھر ادھر پھرنا نہیں شروع کر دیتے۔ ہماری حکومت کے پاس ڈیزاسٹر مینجمنٹ کے وسائل اور ادارے موجود ہیں۔ پھر ہمارے مخیر حضرات نے بے تحاشا امداد کی کوشش کی۔ الخدمت فاؤنڈیشن کی ویب سائٹس کو دیکھیں تو 45 ہزار

خدمت گاران کے پاس موجود ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ وہ تقریباً 55 سے زیادہ ریلیف اور ریسکیو آپریشن کر چکے ہیں۔ وہاں سینٹ کام آ کے کیا اضافی کرلے گا۔

ایوب بیگ مرزا: یو ایس ایڈ ہو یا دوسری عالمی این جی اوز ہوں کوئی ان کے بارے میں کہہ سکتا ہے کہ وہ پاکستان میں بڑا اچھا کام کر رہی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ سینٹ کام کا کیا کام ہے کہ وہ سیلاب زدگان کی امداد کرے؟ وہ تو خالصتاً جنگی ادارہ ہے۔ کیا اس نے کبھی امریکہ میں قدرتی آفات میں لوگوں کی مدد کی؟ یہ اصل میں نیت کی خرابی ہے، جیسے ایسٹ انڈیا کمپنی برصغیر میں ایسا ہی عذر تراش کر داخل ہوئی تھی۔ سینٹ کام کی اس معاملے میں مداخلت تشویشناک ہے لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو سنجیدگی کے ساتھ اس پر سوچنا چاہیے۔

سوال: 15 اگست 2021ء کو امریکہ اپنے بیس سالہ تسلط کے بعد افغانستان سے نکل گیا۔ اس وقت بعض دانشوروں کا خیال تھا کہ اب امریکہ اس خطے کا دوبارہ رخ نہیں کرے گا۔ لیکن ایک سال ہو چکا ہے کیا امریکہ کا رول دانشوروں کی رائے کے مطابق ہے یا اس کے برعکس ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایسے دانشور اگر یہ کہتے کہ امریکہ اب افغانستان میں کبھی واپس نہیں آئے گا تو ان کی بات میں وزن ہوتا، خطے کو امریکہ کبھی چھوڑ ہی نہیں سکتا۔ امریکہ افغانستان سے نکل کر کمزور نہیں پڑ گیا۔ وہ اب بھی دنیا کی سب سے بڑی اقتصادی اور عسکری طاقت ہے۔ دنیا کی باقی ساری قوتیں مل بھی جائیں تب بھی وہ امریکہ کے برابر نہیں پہنچ سکتیں۔ امریکہ نے کبھی بھی اس خطے کو نظر انداز نہیں کیا۔ رضا شاہ پہلوی کے دور میں ایران میں امریکہ موجود تھا اور اسی دور میں پاکستان کے ساتھ بھی تعلق تھا، ہم سب امریکہ کے اتحادی تھے۔ ہم سینٹو اور سیٹو کے ممبر تھے۔ ایران میں انقلاب آیا دوسری طرف سوویت یونین نے افغانستان میں قبضہ کرنے کی حماقت کی تو اس وقت امریکہ کو اسلام یاد آ گیا اور تمام دنیا سے مجاہدین کو اکٹھا کر کے افغانستان میں لے آیا اور اسلام کی جنگ لڑنی شروع کر دی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ اس خطے میں کسی دوسرے کو آنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ سوویت یونین کو یہاں سے نکالا تو اس کے بعد ان سارے مجاہدین کو دہشت گرد قرار دے کر خود ان کے مقابلے میں یہاں آ کھڑا ہوا۔ لہٰذا دانشوروں نے بالکل غلط کہا ہے کیونکہ امریکہ کسی بھی سطح پر اس خطے کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ موجودہ حالات کو سامنے رکھیں تو جب افغانستان اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور ایران پہلے نکل چکا تھا لہٰذا اب اس کی توجہ پاکستان کی طرف ہوئی ہے۔ کیونکہ گزشتہ چند سالوں سے پاکستان امریکہ کے کیمپ سے کھسک کر چین کی طرف جا رہا تھا۔ لہٰذا یہ امریکہ نے پاکستان پر سفارتی حملہ کیا ہے۔ امریکہ کی طرف سے ایک بہت اہم بیان جاری ہوا ہے کہ ہم پاکستان کے F-16 طیاروں کی سروسنگ فراہم کر رہے ہیں تاکہ پاکستان دہشت گردوں سے نمٹ سکے اور اس کے لیے وہ پاکستان کو 45 کروڑ ڈالر کی امداد دے رہا ہے۔ یعنی امریکہ بڑی تیزی سے پاکستان کے معاملات میں دخل انداز ہو رہا ہے۔ اسی لیے سینٹ کام جیسا جنگی ادارہ یہاں مصروف ہے اور اس کو سیلاب زدگان کی مدد کے بہانے موقع دیا جا رہا ہے۔ 2005ء میں جب زلزلہ آیا تھا اور اس کے بعد بھی امریکہ اسی انداز سے پاکستان میں داخل ہونا چاہتا تھا تو ذرائع کے مطابق اس وقت پرویز مشرف نے امریکہ کی بہت ساری آفرز کو اسی وجہ سے رد کر دیا تھا۔ بہرحال میں یہی کہوں گا کہ حکومت پاکستان کو امریکہ کی اس چال کو سمجھنا چاہیے اور سینٹ کام کی مداخلت کو روکنا چاہیے۔ کیونکہ پاکستان کو امریکہ اپنے دفاعی معاملات میں استعمال کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے وزیر دفاع ملا یعقوب (فرزند ملا عمر) نے پریس کانفرنس میں کہا ہے کہ پاکستان امریکہ کو ہمارے خلاف فضائی کارروائیوں میں مدد دے رہا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہوگا لیکن تاثر تو یہی جا رہا ہے۔ اصل میں امریکہ کو چین سے بہت بڑا مسئلہ ہے، اسی لیے وہ چین کے ہمسایہ ممالک میں اپنی موجودگی چاہتا ہے۔

سوال: جنرل حمید گل مرحوم امریکہ کے حوالے سے فرمایا کرتے تھے کہ نائن الیون بہانہ ہے، افغانستان ٹھکانہ ہے اور پاکستان نشانہ ہے۔ افغانستان سے جانے کے بعد اب امریکہ کی پالیسی کیا ہے؟

عبداللہ حمید گل: یقیناً امریکہ اس خطے سے گیا ہے لیکن کیا وہ ہماری سوچ اور عمل سے گیا ہے؟ یہ ممکن نہیں ہے کہ امریکہ مشرقی یورپ سے لے کر روس تک اور روس سے لے کر وسطی ایشیائی ممالک تک اور پھر ایران، افغانستان اور پاکستان کا خطہ روس اور چین کے رحم و کرم پر چھوڑ دے۔ اس لیے کہ بطور جارح اس کو شکست فاش ہوئی ہے اور ہم نے دو دہائیوں میں ان کا حال دیکھا، وہ اللہ کا معجزہ ہے جس میں مولے کو شہباز سے ٹکرایا اور پھر جیت ایمان والوں کی ہوئی لیکن اس کے بعد امریکہ نے یہ کیا کہ افغان قوم کا معاشی بازو مروڑا اور ناجائز طریقے سے ان کے 9 بلین ڈالرز ضبط کر لیے جس کی وجہ سے وہاں معاشی عدم استحکام پیدا ہو رہا ہے، بیماریاں ہیں اور حکومت کو بہت مشکلات پیش آ رہی ہیں۔ اب امریکہ یہ چاہتا ہے کہ بھارت کے ذریعے افغانستان کے اندر اپنا ایک مقام پیدا کرے اور وہاں ایک دوستانہ انداز میں داخل ہو جو اس کے لیے ممکن نہیں ہو پائے گا کیونکہ اگر افغان طالبان ایسا کام کریں گے تو بھارت وقتی طور پر ان کا ساتھ ضرور دے گا لیکن وہ دل سے ان کو قبول نہیں کرے گا اس لیے انہیں مستقبل میں پھر پاکستان کی ضرورت پڑے گی لہٰذا اب امریکہ بطور ''دوست'' اس خطے میں آنا چاہے گا تاکہ اس خطے کا توازن اُس کے حق میں ہو۔ اصل میں روس اور یوکرائن جنگ کے بعد امریکہ دنیا کی واحد سپر پاور کا ٹائٹل کھو چکا ہے کیونکہ اب اس کے مقابلے میں روس اور چین بھی موجود ہیں۔ چین پس پردہ کھڑا ہے اور روس سامنے للکار رہا ہے۔ اس بات پر مختلف یورپین ممالک میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ روس نے جنگ کے اوائل میں ہی اپنے سیاسی، دفاعی اور سفارتی مقاصد حاصل کر لیے تھے، اب اس جنگ کو طوالت دینے کا مطلب ہے کہ یورپی ممالک یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ یوکرائن کے بعد ان کا نمبر تو نہیں آ جائے گا۔ اس صورت حال میں پاکستان کا مقام امریکہ کی نظر میں بڑھے گا اور وزیر اعظم پاکستان کا حالیہ متوقع دورہ بہت اہمیت کا حامل ہے جس میں وہ پہلے برطانیہ جائیں گے ملکہ کی آخری رسومات میں شرکت کے لیے اور پھر وہ امریکہ جائیں گے۔ ہمیں وہاں دیکھ کر پتا چلے گا کہ پاکستان کو مستقبل میں کس ڈگر پہ ڈالنا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کا کردار بڑھے گا لیکن ہمیں پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑے گا۔ کیونکہ اگر ہم نے غلطی کی تو ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ امریکہ صرف وقتی فائدے لیتا ہے وہ مفادات کا ساتھی ہے۔ اب پاکستان کو اپنے مفادات کے مطابق فیصلے کرنے پڑیں گے۔

سوال: پچھلے کچھ عرصے سے پاکستان معاشی، عسکری حوالے سے چین کے بہت قریب تصور کیا جا رہا تھا اور امریکہ سے تھوڑی سی دوری اختیار کیے ہوئے تھا لیکن اب ہم دوبارہ امریکی کیمپ میں داخل ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمارے اس شفٹ چینج سے پاکستان پر کیا اثرات ہوں گے؟

رضاء الحق: اس میں کوئی شک نہیں کہ امریکہ وقت اور مفادات کا ہی ساتھی ہوتا ہے۔ ہماری 75 سالہ تاریخ میں امریکہ نے ہر موڑ پر ہمیں دھوکا دیا۔ ایک دھوکہ اس

نے 2011ء میں دیا جب اسامہ بن لادن کے نام پر ایبٹ آباد آپریشن کیا، پھر نومبر 2011ء میں سلالہ چیک پوسٹ کا واقعہ پیش آیا جس میں امریکی ہیلی کاپٹرز نے ہماری فوج پر حملہ کیا اور ہمارے 26 جوان شہید ہوئے۔ اس کے بعد ہم نے شمسی ایئربیس امریکہ سے واپس لے لیا تھا جہاں سے امریکہ کے ڈرونز افغانستان پر حملے کرتے تھے۔ پھر ہم نے نیٹو کی سپلائی بھی بند کی تھی۔ دوسری طرف چین ایک نئی طاقت کے طور پر ابھر رہا تھا اور اس کے ساتھ ہمارا سی پیک کا منصوبہ پروان چڑھ رہا تھا جو BRI کے عالمی منصوبے کا حصہ تھا۔ چنانچہ 2014ء کے آس پاس ہماری سیاسی اور عسکری قیادت امریکہ سے دور ہونا اور چین اور روس کی طرف دیکھنا شروع ہوئی۔ یہ شفٹ سوچ سمجھ کر کی جارہی تھی۔ دوسری طرف امریکہ اور مغربی طاقتوں نے اس شفٹ کو روکنے کے لیے مشاورت شروع کردی تھی کہ کس طرح چین کے قریب کے ممالک کو اپنے قریب رکھا جائے تاکہ اپنے دشمن کو ان کے ذریعے ہی نقصان پہنچایا جائے۔ جس کے نتیجے میں 2022ء کے شروع میں پاکستان کا رجحان چین سے دوبارہ امریکہ کی طرف شفٹ ہونا شروع ہوگیا۔ اس حوالے سے ستمبر کے دو واقعات بہت اہم ہیں۔ (1)۔ 15، 16 ستمبر کو شنگھائی کارپوریشن آرگنائزیشن کا اجلاس ہو رہا ہے جس میں چین، روس، وسطی ایشیائی ممالک، افغانستان، انڈیا اور پاکستان کے سربراہان مملکت شریک ہوں گے۔ اس اجلاس میں پاکستان کو مشرق کے ساتھ تعلقات دوبارہ بحال کرنے کا موقع ملے گا۔ دوسرا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا 77 واں اجلاس ہے جس میں 20 سے 25 تاریخ تک جنرل اسمبلی میں تقاریر ہوں گی۔ ہمیں وہاں اب اپنا واضح روڈ میپ پیش کرنا ہوگا۔ اس اجلاس میں امریکہ، روس اور چین سب جانچ رہے ہوں گے کہ یہ ملک کس طرف ہے، کس کا ساتھ دے رہا ہے۔

سوال: بعض تجزیہ نگاروں کا خیال ہے کہ گزشتہ کچھ عرصے سے چین پاکستان سے ناراض ہے۔ اگر آپ اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں تو آپ کے خیال میں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

عبداللہ حمید گل: چین بالکل ناراض ہے۔ 15 اگست 2021ء کو جب امریکہ کابل سے نکلا تھا تو چین افغانستان کو تسلیم کرنے کے لیے تیار تھا۔ اس وقت ہماری حکومت نے او آئی سی کے دو اجلاس بلائے جن کا ایجنڈا افغانستان تھا۔ پھر افغانستان کے لیے سعودی عرب نے باقاعدہ ایک بلین ریال دینے کا اعلان کیا تھا جو ان کو ابھی تک نہیں ملی اور پھر ان کو تسلیم بھی نہیں کیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ او آئی سی کے خصوصی اجلاس میں امریکی مندوبین کو مدعو کیوں کیا گیا جن کے دباؤ کی وجہ سے ہم افغانستان کو تسلیم نہ کرپائے؟ سابق وزیر اعظم نے روس کے ساتھ تعلقات کی بہت بات کی لیکن روس کی اصل خواہش گرم پانیوں تک رسائی ہے جو سی پیک منصوبہ ہے۔ اس تک روس کو ہم نے آنے نہیں دیا جس کی وجہ سے روس ہم سے دور ہوا اور یہ چیز بھی چین کی ناراضگی کا باعث بنی۔ پھر ہماری ملکی سکیورٹی اس طرح کی ہے کہ چین کے لوگ عدم تحفظ کا شکار ہوئے، جو چینی کمپنیاں یہاں کام کر رہی ہیں وہ مشکلات کا شکار ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ چین آپ سے خوش نہیں ہوگا۔ چین کا مؤقف ہے کہ ہم پاکستان میں ایک بڑی انوسٹمنٹ کرنے جارہے ہیں، مستقبل میں پاکستان کے ساتھ مل کر معاملات کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں لیکن پاکستان کا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی اپنی کوئی خارجہ پالیسی نہیں ہے، اگر کچھ ہے تو امریکی مفادات کے اردگرد گھومتی ہے اور اپنے مفادات کو پس پشت ڈال دیتی ہے۔ چین چاہتا ہے کہ پاکستان فیصلہ کرلے کہ اس نے مشرق کے ساتھ رہنا ہے یا مغرب کا ساتھ دینا ہے جبکہ ہم آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والی پالیسی لے کر چل رہے ہیں یعنی امریکہ کو بھی نہیں چھوڑنا چاہتے اور چین بھی ہماری مجبوری ہے تو پھر اس صورت میں چین کو پالیسی پر نظرثانی کرنے کا پورا اختیار ہے اور وہ اس پر بہت سنجیدگی سے غور کر رہا ہے۔ اگر ہم نے یہی پالیسی جاری رکھی تو پھر ہمارے چین کے ساتھ تعلقات تعطل کا شکار ہو سکتے ہیں اور یہی مغرب کی خواہش ہے حالانکہ مغرب نے ہمیں کچھ نہیں دینا جبکہ چین ہمارا دوست ہے اور اس نے مشکل وقت میں پاکستان کا ساتھ دیا ہے۔ 1962ء میں جب بھارت کے ساتھ چین کی جنگ چھڑ گئی تھی تو چین نے پاکستان کو دعوت دی تھی کہ کشمیر بھارت سے لے لو لیکن اس وقت بھی ہمارے حکمرانوں نے امریکہ کی پالیسی پر چل کر موقع کھو دیا۔

سوال: امریکی ایوان زیریں کی ترجمان نینسی پلوسی اور دیگر اعلیٰ عہدیداروں نے تائیوان کے بڑے متنازع دورے کیے جس سے پوری دنیا میں ایک controversy پیدا ہوئی ہے اور چین بھی مشتعل ہے۔ مستقبل میں اس حوالے سے چین کا کیا ردعمل ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: چین سفارتی ردعمل زیادہ دیتا ہے اس نے تائیوان یا کسی بھی معاملے میں عسکری ردعمل ایسا نہیں دیا جس سے اس کا امریکہ کے ساتھ تصادم ہو جائے۔ امریکہ نے ہمیشہ اشتعال پیدا کیا اور چین نے ہمیشہ گریز کی پالیسی اپنائی۔ البتہ چین نے گزشتہ سال انڈیا کی ریشہ دوانیوں کے جواب میں بہت اشتعال انگیزی والا انداز اختیار کیا تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ بات کسی وقت بھی جنگ کی طرف جاسکتی ہے۔ لیکن جب سے امریکہ اور پاکستان کے تعلقات میں قربت بڑھی ہے اس کے بعد امریکہ نے چین کے بارے میں زیادہ جارحانہ رویہ اختیار کرنا شروع کردیا ہے اور چین نے کچھ احتیاط کرنی شروع کردی ہے۔ انڈیا کے ساتھ اس کی سرد مہری چل رہی تھی اور اس کے ساتھ معاملات نہیں طے پا رہے تھے اس حوالے سے اب چین نے لچک دکھانی شروع کردی ہے۔ یعنی پہلے وہ انڈیا کی شرائط نہیں مان رہا تھا لیکن اب ان پر غور کرنا شروع کردیا ہے۔ چین ہمیشہ احتیاط سے چلتا ہے اور کبھی آپے سے باہر نہیں ہوتا۔ جبکہ امریکہ نے تائیوان کو زبردست قسم کے دفاعی آلات دینے شروع کردیے ہیں۔ 665 ملین ڈالر کا اسلحہ اور پھر 60 جدید ہارپون میزائیل وغیرہ اس نے تائیوان کو دیے ہیں اور یہ اقدامات چین کے لیے بہت زیادہ اشتعال انگیز ہیں لیکن چین بحیثیت مجموعی زیادہ احتیاط پسند ہوگیا ہے۔ امریکہ چاہتا ہے کہ چین کو کسی جنگ میں ملوث کیا جائے تاکہ اس کی اقتصادی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہو لیکن چین اس کے جھانسے میں نہیں آرہا اور لگتا یہی ہے کہ وہ امریکہ سے کسی گرم جنگ کی طرف نہیں جائے گا۔ واللہ اعلم!

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

غیبت کرنے والا معتبر کیسے؟

ارسطو سے کسی نے کہا کہ میں نے ایک معتبر آدمی سے تمہارے بارے میں کچھ غلط باتیں سنی ہیں۔ ارسطو نے جواب دیا غیبت کرنے والا معتبر کیسے ہوگیا؟

سود کا لین دین: عقل کی نظر میں

مفتی شیخ نعمان

سود یعنی 'ربا' ایک ایسا عذاب ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک لاکھ روپے قرض لیا ہے اور وہ شخص مجبوریوں کی وجہ سے ایک لاکھ روپے، جسے اصل زر کہتے ہیں، ادا نہ کر سکے تو ساری عمر سود ادا کرتا رہے گا، چاہے وہ 10 گنا یا پھر 100 گنا سود ہی کیوں نہ ادا کردے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ سود کی صورت میں مجبوری سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے سود یعنی 'ربا' کو حرام قرار دیا ہے۔

اسلام کے احکامات عقل کے مطابق ہیں۔ اور مختلف حکمتیں ہر حکم میں موجود ہیں۔ ان حکمتوں پر کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا دارومدار تو نہیں لیکن بعض اوقات حکمتوں کے معلوم ہونے سے عمل میں آسانی ہوجاتی ہے۔

ایک مسلمان معاشرے میں رہنے کے باوجود، ہماری آبادی کا ایک بڑا حصہ سودی معاملات سے خود کو الگ نہیں رکھ پاتا۔ ایسے افراد سے گفتگو کا موقع ملتا ہے، جو خود سودی معاملات کرتے ہیں۔ یہ حضرات بعض اوقات اصولی طور پر سود کی خرابیوں کو مانتے ہیں لیکن ساتھ ہی کچھ شبہات بھی پیش کرتے ہیں۔ جس سے بعض اوقات ہم پریشان ہوجاتے ہیں کہ شبہات تو صحیح ہیں لیکن جواب کیا ہو؟ وہ کہتے ہیں کہ ''میرے پاس گھر ہے، میں اسے کرائے پر دیتا ہوں اور اس کا کرایہ لیتا ہوں یہ جائز ہے۔ لیکن میں اپنا پیسا کسی کو دیتا ہوں وہ اسے استعمال کرتا ہے۔ اب میں اگر اس کا کرایہ مانگوں تو اسے سود کہا جاتا ہے۔ اسے ناجائز کہا جاتا ہے۔ کیوں؟ جب میں اپنے گھر کے استعمال کا کرایہ لیتا ہوں تو وہ جائز اور جب میں اپنے پیسے کا کرایہ لیتا ہوں تو ناجائز کیسے؟ اسی طرح میں کوئی چیز نفع کے ساتھ بیچتا ہوں تو یہ نفع کمانا جائز لیکن جب میں اپنے پیسے کو بیچتا ہوں، اس پر نفع کماتا ہوں تو ناجائز کیوں؟'' بعض اوقات یہ اور اس طرح کے سوالات ہمارے ذہنوں میں بھی گردش کر رہے ہوتے ہیں۔ اور اصولی طور پر سود کے انکار کے بعد بھی یہ سوالات کھٹکتے رہتے ہیں۔ آیئے ان سوالات کا جائزہ لیتے ہیں کہ سوال کرنے والے سے غلطی کہاں ہوئی ہے۔ پہلی بات تو ان شبہات کی وجہ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے ہمارے ذہنوں پر اثرات ہیں کہ ہم ہر چیز کو اسی ذہنیت سے دیکھتے ہیں، جس سے ایک سرمایہ دارانہ نظام معیشت کا حامی، غیر مسلم دیکھ رہا ہوتا ہے۔ ہمیں اپنا زاویہ نگاہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک مسلمان کی طرح سوچیں سمجھیں، چیزوں کو پرکھیں، جس کے مدنظر دنیا ایک راہ گزر ہے۔

زر کے بغیر تجارت کرنا مشکل ہوجاتا ہے جیسا قدیم بارٹر سسٹم میں تجارت کرنا مشکل ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے زر کو انسانوں کی فلاح کے لیے اُتارا اور ہم نے زر کو مالِ تجارت قرار دے کر اس نعمت کی ناشکری کی۔

جب ہم ان شبہات کا جواب دیں تو: پہلا جواب تو وہ ہے جو قرآن نے ہمیں دیا، قرآن نے سورۃ البقرۃ آیت نمبر 275 میں غیر مسلموں کے اعتراض کو بیان کیا کہ: یہ غیر مسلم کہتے ہیں کہ خرید وفروخت تو ربا (سود) ہی کی طرح ہے۔ (لہٰذا جس طرح سود حرام ہے تو خرید وفروخت بھی حرام ہونا چاہئے یا جس طرح خرید وفروخت حلال ہے تو سود بھی حلال ہونا چاہئے)۔ پھر اللہ پاک نے دوٹوک جواب دیا کہ: اللہ نے خرید وفروخت کو حلال قرار دیا اور سود کو حرام قرار دیا (لہٰذا جس چیز کو اللہ نے حلال کیا اسے حلال مانو اور جسے حرام قرار دیا اسے حرام مان لو)۔

یہ ہے ایک مسلمان کا رویہ کہ جس کام کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دے دیا اسے حلال سمجھے اور جسے حرام قرار دیا اسے حرام سمجھے۔ کسی چیز کے حرام ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ لیکن اسلام کے احکامات عقل کے مطابق ہیں۔ اور مختلف حکمتیں ہر حکم میں موجود ہیں۔ ان حکمتوں پر کسی چیز کے حلال یا حرام ہونے کا دارومدار تو نہیں لیکن بعض اوقات حکمتوں کے معلوم ہونے سے عمل میں آسانی ہوجاتی ہے۔ تو آیئے ہم قرآن کے سود کے حرام ہونے اور خرید وفروخت کے حلال ہونے کے حکم کو عقل کی بنیاد پر دیکھتے ہیں۔ سود کی حرمت کے عقلی دلائل کو دو نکات میں سمجھتے ہیں۔ زر اور دیگر چیزوں میں فرق: پہلا سوال یہ کہ میں اگر گھر کرائے پر دوں تو جائز اور پیسہ کرائے پر دوں تو ناجائز۔ ایسا کیوں؟ تو اصل بات یہ ہے کہ پیسہ اور دیگر اثاثہ جات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ وہ اس طرح کہ: زر کی اپنی ذاتی کوئی قیمت نہیں: زر سے اس وقت تک فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا جب تک کہ اسے خرچ نہ کردیا جائے۔ اس بات کو اس طرح سمجھیں کہ اگر آپ کے پاس لاکھ روپے ہیں۔ یہ لاکھ روپے آپ کی کسی ضرورت کو پورا نہیں کرسکتے۔ نہ تو یہ لباس کی ضرورت پوری کرسکتے ہیں، نہ ہی یہ آپ کی رہائش کی ضرورت پوری کرسکتے ہیں، نہ ہی کھانے پینے کی۔ جبکہ زر کے علاوہ دیگر اشیاء کا معاملہ یہ ہے کہ ان کے اندر خود انسان کی کسی نہ کسی ضرورت کو پورا کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ جیسے گاڑی سے آپ اپنی ٹرانسپورٹیشن کی ضرورت پوری کرتے ہیں، اسی طرح مکان سے رہائش کی، یا کھانے پینے کی اشیاء سے اپنی خوراک کی، اسی طرح ہر چیز میں انسانی ضرورت کو پورا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اس فرق کی وجہ سے زر اور دیگر اشیاء کے ساتھ برتاؤ بھی مختلف ہونا چاہئے۔

کرنسی کی کوالٹی میں فرق نہیں ہوتا: ایک اور فرق کرنسی اور دیگر چیزوں میں یہ ہے کہ کرنسی میں کوالٹی کا فرق نہیں ہوتا۔ ایک 100 کا نوٹ نیا ہے اور ایک پرانا، مڑا ہوا۔ لیکن دونوں کی قدر و قیمت بالکل ایک جیسی ہوگی۔ جتنی اشیاء نئے نوٹ سے خرید سکتے ہیں اتنی ہی چیز پرانے نوٹ سے خرید سکتے ہیں۔ جبکہ دیگر اشیاء میں ایسا نہیں ہوتا۔ ان کی کوالٹی میں فرق سے ان کی قیمت میں فرق آجاتا ہے۔ یقیناً ایک پرانی کار اور ایک نئی کار کی نہ تو کوالٹی ایک ہوگی اور نہ ہی قیمت ایک ہوگی۔ اس فرق کا تقاضا ہے کہ زر اور دیگر اشیاء کے احکامات میں بھی فرق ہونا چاہئے۔ زر کو متعین نہیں کیا جاسکتا۔ خرید و فروخت کے معاملات میں زر کی حیثیت ذریعہ مبادلہ کی تو قابل قبول ہے۔ قیمتوں کا تعین اور ادائیگی زر کے ذریعے ہی کی جاتی ہے۔ لیکن خود زر کی خرید وفروخت دیگر اشیاء کی طرح نہیں کی جاسکتی۔ اللہ تعالیٰ نے زر کو انسانوں کی فلاح کے لیے اُتارا اور ہم نے زر کو مالِ تجارت قرار دے کر اس نعمت کی ناشکری کی۔

قرض کا معاہدہ تجارتی معاہدہ ہے یا خیراتی؟ متذکرہ بالا نکات کی وضاحت سے یہ بات سمجھ میں آجانی چاہئے کہ پیسے کا تبادلہ جب پیسے سے ہو تو اس بات کی گنجائش نہیں بنتی کہ اس پر اضافہ لیا جاسکے۔ کیونکہ جب دونوں جانب پیسہ ہے، اور پیسے کی کوالٹی میں ذرہ برابر فرق نہیں ہے تو اضافہ کیوں؟ جب اضافہ کی عقل بھی اجازت نہیں دیتی تو اس سے نفع نہیں کمایا جاسکتا، اسی لئے شریعت نے قرض کے معاہدے کو خیراتی معاہدہ رکھا ہے اس پر آخرت میں ثواب ملے گا لیکن دنیا میں کچھ نہیں۔ بہرحال قرض ایک خیراتی معاہدہ ہے، تجارتی معاہدہ نہیں ہے۔

سود کو جائز قرار دینے کا انجام: اسلام نے پیسے پر پیسے کمانے کی ممانعت کردی ساتھ ہی قرض کو ایک خیراتی معاہدہ قرار دیا۔ ان دونوں باتوں کا لحاظ نہ کرنے کی وجہ سے معیشت پر کیا اثرات پڑتے ہیں؟ ایک اہم نکتہ تو یہ ہے کہ اگر پیسہ پر پیسہ کمانے کی اجازت دے دی جائے تو اس کے نتیجے میں حقیقی معاشی سرگرمیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ اور آج کے معیشت دان اسی پر پریشان ہیں کہ مصنوعی معاشی سرگرمیاں مسلسل بڑھ رہی ہیں جن کی وجہ سے معیشت میں ہر وقت بحران کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ اور اسلام نے بہت پہلے اس کا دروازہ ہی بند کردیا تھا۔ قرض کو ایک تجارتی معاہدہ قرار دینے کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ لوگ جن کے پاس پیسہ تھا وہ اس معاہدے سے بغیر کوئی حقیقی معاشی سرگرمی کئے کمانے لگ گئے اور پیسہ پر پیسہ کماتے کماتے وہ مالدار ہوتے گئے دوسری جانب وہ افراد جو حقیقی معاشی سرگرمیوں میں لگے ہوئے ہیں، جنہیں کاروبار کے نفع نقصان کا خطرہ بھی ہے۔ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت سے ان کو دیتے ہیں، جس سے معاشرے میں ایک طبقہ مالداروں کا اور ایک غریبوں کا پیدا ہوگیا۔ پھر اس پر مزید ظلم یہ کہ یہ طبقاتی فرق بڑھتا جارہا ہے۔ اور بنیادی وجہ قرض کو ایک تجارتی معاہدہ سمجھتے ہوئے اس پر نفع یعنی سود کمانا ہی ہے۔ اللہ رب العزت دل و جان سے سود کے خلاف نفرت ہمارے دلوں میں بٹھادے اور ہمارے معاشرے کو جلد از جلد اس لعنت سے پاک فرمائے اور ہمارا حصہ بھی اس میں شامل فرمائے۔ ۞ ۞

تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود مہم (19 اگست تا 11 ستمبر 2022)

کے دوران مختلف حلقوں کے زیر اہتمام پروگرامز

مرتب: مرتضیٰ احمد اعوان

مرکز تنظیم اسلامی کے احکامات کی تعمیل کرتے ہوئے ملک بھر میں تنظیم اسلامی کے حلقہ جات نے انسدادِ سود مہم کے سلسلے میں بھرپور انداز میں سرگرمیوں کا انعقاد کیا۔ جس کی رپورٹ درج ذیل ہیں:

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

سود مہم کے حوالے سے حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی نے 15000 ہینڈ بلز اور 10000 سہ ورقہ (پمفلٹ) چھاپے جو کہ حلقہ کے تمام مقامی تنظیم اور منفرد اسرہ جات کے ذریعے تقسیم کیے گئے۔ مہم کے دوران 85 بینرز مختلف مقامات پر نمایاں طور لگوائے گئے۔ اس کے علاوہ پشاور کے مختلف مقامات پر 3 بل بورڈز کے ذریعے سودی مہم کے حوالے سے تشہیر کی گئی۔ 300 کی تعداد میں علماء و خطباء مساجد اور 200 دینی، سیاسی و سماجی شخصیات سے ملاقاتوں کا اہتمام کیا گیا اور ان سے سود کی خباثتوں کے ضمن میں گفتگو کی گئی۔ پھر ان کو امیر محترم ﷾ کا خط پیش کیا گیا۔ رفقاء اور ذمہ داران نے خطباء کرام سے ملاقات میں سود کی شناعت اور انسدادِ سود کو خطاب جمعہ کا موضوع بنانے کی درخواست کی۔ 30 سے زائد خطباء نے خطبات جمعہ میں سود کو موضوع بنایا۔ حلقہ کی مقامی تنظیم کے زیر اہتمام دعوتی اجتماعات اور کیمپوں میں 40 سے زائد رفقاء اور 550 کے قریب احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: محمد شمیم خٹک، امیر حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

حلقہ ملاکنڈ

تنظیم اسلامی حلقہ ملاکنڈ میں انسدادِ سود مہم کے دوران 2200 ہینڈ بلز اور اتنے ہی سہ ورقہ پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ 50 پول ہینگرز، اور ٹی بورڈز، رکشوں کے پیچھے فلیکس اور اہم شاہراہوں پر بینرز اور بل بورڈز کے ذریعے تشہیر کی گئی۔ دو مقامات پر مظاہرے کیے گئے۔ 400 علماء و خطباء مساجد اور 1000 دینی و سیاسی شخصیات سے ملاقات کی گئی اور ان کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ 13 خطبات جمعہ میں سود کو موضوع بنایا گیا۔ (رپورٹ: ممتاز بخت، امیر حلقہ ملاکنڈ)

حلقہ اسلام آباد

اسلام آباد میں بھی رفقاء نے مہم کو کامیاب بنانے کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔ 25000 ہینڈ بلز جبکہ 15000 سہ ورقہ پمفلٹ لوگوں میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ 3500 فلیکس اور ٹی بورڈز رکشوں اور مختلف جگہوں پر آویزاں کیے گئے۔ 18 مقامات پر رفقاء نے سود کے خلاف مظاہرے کیے۔ 397 علماء حضرات اور 85 دینی و سیاسی شخصیات سے ملاقات کا اہتمام کیا گیا اور ان کو امیر محترم کا خط دیا گیا۔ 25 خطاب جمعہ اور 2 دوسرے اجتماعات میں سود کو موضوع بنایا گیا۔ (رپورٹ: ڈاکٹر ضمیر اختر، امیر حلقہ اسلام آباد)

حلقہ پنجاب پوٹھوہار

حلقہ پنجاب پوٹھوہار (گوجر خان) میں بھی انسدادِ سود مہم کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ ہینڈ بلز اور سہ ورقہ (پمفلٹ) 5000 تقسیم کیے گئے اور 235 پول ہینگرز اور رکشہ فلیکس لگائے گئے۔ چکوال اور گوجر خان میں مظاہرہ کیا گیا۔ 58 علماء و خطیب حضرات سے ملاقات کر کے امیر محترم کا خط پیش کیا گیا۔ 2 خطبات جمعہ میں انسدادِ سود کو موضوع بنایا گیا۔ ندائے خلافت کا اسپیشل شمارہ 170 کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔

(رپورٹ: حافظ ندیم مجید، امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار)

حلقہ لاہور غربی

حلقہ لاہور غربی میں انسدادِ سود مہم کے سلسلے میں رفقاء نے 37900 ہینڈ بلز جبکہ 42500 سہ ورقہ پمفلٹ مختلف مساجد اور مارکیٹس میں تقسیم کیے۔ جبکہ پول ہینگرز، ٹی بورڈز 1879 اور 653 بینرز، مختلف جگہوں پر بل بورڈز اور رکشوں کے پیچھے فلیکس آویزاں کیے۔ 6 جگہوں پر مظاہروں کا اہتمام کیا گیا جن میں رفقاء نے مختلف پلے کارڈ اٹھائے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ 321 علماء و خطباء مساجد حضرات اور 22 دوسری دینی و سماجی شخصیات سے ملاقات کا اہتمام کیا گیا اور ان کو امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ 10 مساجد میں خطاب جمعہ میں سود کو موضوع بنایا گیا اور اسی موضوع پر تقریباً 30 دوسرے اجتماعات منعقد کیے گئے۔ جن میں ایک سیمینار بھی شامل ہے۔

(رپورٹ: چودھری محمد جمیل اختر، ناظم نشر و اشاعت حلقہ لاہور غربی)

حلقہ لاہور شرقی

18 اگست 2022ء کو امیر حلقہ نے ذمہ داران کے ہمراہ مہم کے آغاز پر لاہور پریس کلب میں منعقدہ امیر محترم کی افتتاحی پریس کانفرنس میں شرکت کی۔ مہم کے دوران حلقہ میں مقامی تنظیم کی سطح پر 12000 ہینڈ بلز اور 28000 سہ ورقہ (پمفلٹ) تقسیم کیے گئے۔ آٹو رکشہ کے لیے 1010 اور چنگ چی کے لیے 460 پینا فلیکس مہیا کیے گئے شاہراہوں، چوکوں، گلیوں، بازاروں میں 210 بینرز اور 270 پول ہینگرز آویزاں کیے گئے۔ حرمت سود اور سود کی خباثتیں کتابچہ 209 اور وفاقی شرعی عدالت میں سود کا مقدمہ نامی کتابچہ 140 کی تعداد میں شائع کیے گئے۔ 340 علماء کرام اور خطباء اور 50 اہم سیاسی و سماجی شخصیات سے ملاقاتیں کی گئیں اور انہیں امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ 475 کی تعداد میں انسدادِ سود مہم کے حوالے ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ تقسیم کیا گیا۔ تین مقامات پر مہم کے حوالے سے خصوصی کیمپ بھی لگائے گئے۔ حلقہ کے کئی رفقاء نے سود کی شناعت کے حوالے سے خصوصی خطبات جمعہ دیے اور کئی دیگر مساجد میں آئمہ اور خطباء حضرات سے درخواست کی گئی جس پر انہوں نے سود کے حوالے سے خصوصی خطبات دیے۔

(رپورٹ: نعیم اختر عدنان، ناظم نشر و اشاعت، لاہور شرقی)

حلقہ ساہیوال ڈویژن

ساہیوال ڈویژن میں بھی انسدادِ سود مہم کی سرگرمیاں جاری رہیں۔ مہم کے دوران تقریباً 9000 ہینڈ بلز اور 10000 سہ ورقہ (پمفلٹ) تقسیم کیے گئے۔ 41 فلیکس پہلے ریلی میں استعمال کیے گئے اور پھر ان کو رکشوں کے پیچھے آویزاں کر دیا گیا۔ 7 کی تعداد میں بینرز اور بل بورڈز شاہراہوں اور چوکوں میں آویزاں کیے گئے۔ 8 مقامات پر مظاہرے کیے گئے۔ 160 علماء و خطباء حضرات اور 170 دینی و سیاسی شخصیات سے ملاقاتیں کی گئیں اور ان کو امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ تین مختلف مقامات پر انسدادِ سود کے حوالے سے کیمپ لگائے گئے۔ (رپورٹ: ملک لیاقت علی، امیر حلقہ ساہیوال)

حلقہ فیصل آباد

فیصل آباد کے مختلف مقامات میں نماز جمعہ کے بعد اور لوگوں سے ملاقاتوں میں تقریباً 12000 ہینڈ بلز تقسیم کیے گئے جبکہ (پمفلٹ) 33000 کی تعداد میں مختلف کارنر میٹنگز، دعوتی اجتماعات میں تقسیم کیے گئے۔ 84 جگہوں پر بینرز اور مختلف مقامات پر بل بورڈز کے ذریعے تشہیر کی گئی۔ 400 علماء وخطباء حضرات اور 32 دینی وسیاسی شخصیات کو ملاقات کے بعد امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ 250 خطبات جمعہ، 33 دعوتی اجتماعات اور 11 کارنر میٹنگز میں انسداد سود کو موضوع بنایا گیا۔ یہ تمام پروگرام مقامی نظم اور معاونین حلقہ کے ذریعے منعقد کیے گئے۔ (رپورٹ: محمد نعمان اصغر، امیر حلقہ فیصل آباد)

حلقہ بہاول نگر

حلقہ بہاول نگر میں 9700 ہینڈ بلز امراء، رفقاء وذمہ داران کی کاوشوں سے تقسیم کر دیئے گئے۔ جبکہ سہ ورقہ (پمفلٹ) 22200 بازار اور دکانوں پر تقسیم کیے گئے۔ مقامی تنظیم کے توسط سے نکالی گئی ریلیوں میں 33 پول ہینگرز استعمال کے بعد آویزاں کر دیئے گئے۔ 571 رکشہ فلیکس ایریا میں چلنے والے رکشوں، پٹرول پمپ اور گاڑیوں پر بھی آویزاں کیے گئے۔ مختلف مقامات پر 14 کیمپ بھی لگائے گئے۔ نظم کے تحت 6 مقامات پر ریلی، مظاہرے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ 194 علماء وائمہ کرام کو بنفس نفیس امیر محترم کے خطوط برائے انسداد سود پیش کیے گئے اور انہیں بھی اس کاوش کی دعوت وتبلیغ کی ترغیب دلائی گئی۔ امیر محترم کے 127 خطوط بحوالہ سود مہم مختلف سیاسی وسماجی شخصیات کو پیش کیے گئے۔ 22 مساجد میں خطابات جمعۃ المبارک کا اہتمام رہا۔ اس کے علاوہ 12 اجتماعات کا اہتمام کیا گیا۔ 125 کی تعداد میں خصوصی شمارہ ندائے خلافت بحوالہ انسداد سود مہم مقامی تنظیم وحلقہ کے توسط سے تقسیم کیا گیا۔ تقریباً 21 مقامات پر دروس قرآن وحلقہ قرآنی کا اہتمام رہا۔ (رپورٹ: سجاد سرور، ناظم حلقہ بہاولنگر)

حلقہ پنجاب جنوبی

حلقہ پنجاب جنوبی کے زیر اہتمام انسداد سود مہم کے دوران 20,000 ہینڈ بلز اور 26,000 سہ ورقہ (پمفلٹ) تقسیم کیے گئے۔ جبکہ 350 پول ہینگرز، رکشہ فلیکس، ٹی بورڈز اور 100 بینرز لگائے گئے۔ 20 مقامات پر مظاہرے ہوئے۔ 500 علماء، خطباء، مساجد جبکہ 30 اہم دینی، سیاسی وسماجی شخصیات سے ملاقاتیں ہوئیں اور امیر محترم کی طرف سے خط پیش کیا گیا۔ 25 مقامات پر سود کے موضوع پر خطاباتِ جمعہ ہوئے اور انسداد سود کے حوالے سے 2 سیمینار اور 4 کارنر میٹنگز منعقد ہوئیں۔

(رپورٹ: مرزا قمر رئیس بیگ، امیر حلقہ پنجاب جنوبی)

حلقہ سکھر

حلقہ سکھر کے رفقاء نے بھی انسداد سود میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس مہم کے دوران تقریباً 9500 ہینڈ بلز اور 1500 سہ ورقہ پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ 288 پول ہینگرز، رکشہ فلیکس اور ٹی بورڈز حلقہ بھر میں آویزاں کر دیے گئے۔ 30 علماء وخطباء مساجد اور 20 دینی، سیاسی وسماجی شخصیات سے ملاقات کا اہتمام کیا گیا اور ان کو امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ 2 خطبات جمعہ، 2 دیگر اجتماعات اور 2 سیمینارز میں حرمت سود کو اجاگر کیا گیا۔ (رپورٹ: احمد صادق سومرو، امیر حلقہ سکھر)

حلقہ کراچی جنوبی

حلقہ کراچی جنوبی کے مختلف مقامات پر ہینڈ بلز 14,500 اور سہ ورقہ (پمفلٹ) 350 کی تعداد میں تقسیم کیے گئے۔ 626 پول ہینگرز اور 86 بینرز بل بورڈز مختلف شاہراؤں کے بل بورڈز اور رکشوں پر فلیکس آویزاں کیے گئے۔ تقریباً 31 مقامات پر سود کے خلاف مظاہرے کیے گئے۔ 238 علماء وخطباء مساجد اور 63 دینی وسیاسی شخصیات سے ملاقات کی گئی اور ان کو امیر محترم کا خط پیش کیا گیا۔ 35 خطابات جمعہ، 15 دیگر اجتماعات اور 13 ریلیوں میں خطاب کیے گئے جن میں انسداد سود کے خلاف لوگوں کو آگاہی دی گئی۔ اس کے علاوہ ندائے خلافت کا خصوصی شمارہ ''انسداد سود مہم'' 500 کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ (رپورٹ: سرفراز احمد، ناظم نشر واشاعت کراچی جنوبی)

حلقہ کراچی شمالی

انسداد سود مہم کے دوران تقریباً 46850 ہینڈ بلز اور سہ ورقہ (پمفلٹ) 59350 کی تعداد میں مساجد کے باہر، عوامی مقامات اور گھروں پر تقسیم کیے گئے۔ جبکہ 1067 رکشہ کے پیچھے فلیکس لگائے گئے۔ بحریہ ٹاؤن میں کاروں پر اسٹیکر لگائے گئے۔ مقامی تنظیم نے اہم شاہراؤں پر 205 پول ہینگرز اور 246 بینرز اور بل بورڈز لگائے۔ 72 چھوٹے بڑے مظاہروں کا اہتمام کیا گیا۔ بعض تنظیم میں اسکرین لگا کر بانی محترم اور امیر محترم کی ویڈیوز کو دکھانے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ اسروں کی سطح پر 273 علماء و خطباء مساجد اور 80 اہم سیاسی وسماجی شخصیات سے ملاقات کر کے ان کو خط اور کتابچہ پیش کیا گیا اور ان سے درخواست کی گئی کہ سود کے خلاف اپنا کردار ادا کریں۔ ایک مقامی تنظیم سرجانی ٹاؤن کے علاقے کے SHO اور رینجرز کے آفیسرز سے بھی ملاقات کی۔ 22 خطباء مساجد نے بہت اچھے انداز میں سود کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور تنظیم کا پیغام عوام تک پہنچایا۔ 10 بڑے خصوصی اجتماع ہوئے اور 75 حلقہ قرآنی میں گفتگو ہوئی۔ بعض مقامی تنظیم نے اسی موضوع پر دعوتی اجتماع کیا۔ 400 کتابچے تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ مساجد کے باہر 92 کارنر میٹنگز کا انعقاد کیا گیا۔ 2 تنظیم میں 4 غیر فعال رفقاء سے ملاقاتیں کی گئیں حلقہ کی سطح پر دو مقامات پر ایک ہی وقت پر مظاہرہ ہوا جس میں 140 ملتزم رفقاء، 189 مبتدی رفقاء اور 24 احباب نے شرکت کی۔ کوچنگ سینٹر میں 35 خصوصی احباب سے ملاقات کی گئی۔ 10 غیر فعال رفقاء تک امیر محترم کا خط پہنچایا گیا۔ 529 رفقاء نے مہم میں شرکت کی۔ (رپورٹ: سید محمد سلمان، امیر حلقہ کراچی شمالی)

حلقہ کراچی وسطی

کراچی وسطی کی مقامی تنظیم کی سطح پر 27000 ہینڈ بلز اور 32000 سہ ورقہ پمفلٹ تقسیم کیے گئے۔ 737 پول ہینگرز، 155 بینرز اور رکشوں پر فلیکس اور اہم شاہراؤں پر بل بورڈز کے ذریعے بھی تشہیر کی گئی۔ 36 مقامات پر مظاہرے کیے گئے۔ 275 علماء و خطباء مساجد جبکہ 123 سیاسی وسماجی شخصیات سے ملاقات کی گئی اور ان کو امیر محترم کا خط پیش کیا گیا۔ 25 خطبات جمعہ اور 39 دیگر اجتماعات میں سود کو موضوع بنایا گیا۔ کتابچہ ''سود کی حرمت، خباثتیں اور اشکالات'' 885 کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔

(رپورٹ: عمر بن عبدالعزیز، معتمد حلقہ کراچی وسطی)

حلقہ بلوچستان

حلقہ بلوچستان کے زیر اہتمام مختلف علاقوں میں انسداد سود مہم کی سرگرمیوں میں رفقاء نے بھرپور جدوجہد کی۔ 6000 ہینڈ بلز اور سہ ورقہ پمفلٹ 10600 کی تعداد میں تقسیم کیے گئے۔ اس کے علاوہ 310 پول ہینگرز اور فلیکس آویزاں کیے گئے۔ ایک مقام پر مظاہرے کا اہتمام کیا گیا۔ 200 علماء، خطباء مساجد اور 4 دینی شخصیات سے ملاقات کی گئی اور امیر محترم کا خط پیش کیا گیا۔ (رپورٹ: محبوب سبحانی، امیر حلقہ بلوچستان)

اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام پر قائم رکھے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین!

پریس ریلیز 23 ستمبر 2022ء

حکومت ٹرانس جینڈر قانون کو مکمل طور پر شریعت کے تابع کرے۔ شجاع الدین شیخ

حکومت ٹرانس جینڈر قانون کو مکمل طور پر شریعت کے تابع کرے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ 2018ء کے ٹرانس جینڈر قانون کی کئی دفعات قرآن وسنت سے صریحاً متصادم ہیں۔ جس طرح مغرب کی نقالی کرتے ہوئے کسی بھی مرد یا عورت کو اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق خود کو ٹرانس جینڈر کے طور پر شناخت کروانے کی اجازت دی گئی ہے اُس سے ہم جنس پرستی کی راہ کھولنے کی مکروہ سازش واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اصل مظلوم طبقہ یعنی انٹرسیکس کی آڑ لے کر اور اُسے بددیانتی کی بنیاد پر ٹرانس جینڈر کا نام دے کر پاکستان کے معاشرتی اور خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومت کے بعض وزراء کی جانب سے ایک پریس کانفرنس میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت، جماعت اسلامی کے سینیٹر مشتاق احمد کی جانب سے پیش کردہ ترامیم کی حمایت کرے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومتی اتحاد میں شامل جماعت پی پی پی کے ایک سینئر رہنما فرحت اللہ بابر فیڈرل شریعت کورٹ میں ٹرانس جینڈر قانون کے خلاف کیس میں اس قانون کا دفاع کر رہے ہیں جو کھلا تضاد ہے۔ یہ بات ہر کس و ناکس جانتا ہے کہ اس قانون کو شرعی تقاضوں کے مطابق ترمیم کرنے کے لیے پارلیمنٹ میں سادہ اکثریت کی ضرورت ہے جو کہ حکومت کو حاصل ہے۔ لہٰذا حکومت بیان بازی پر اکتفا نہ کرے بلکہ فوری طور پر اس غیر شرعی قانون میں ترمیم کرے۔ اُنہوں نے کہا ہمارے حکمرانوں اور عوامی نمائندوں کو ادراک ہونا چاہیے کہ ایسے تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں ہر قسم کی قانون سازی کرتے ہوئے آئین پاکستان کی اس ہدایت کو مقدم رکھا جائے کہ کوئی قانون قرآن وسنت کے منافی نہیں ہوگا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

والدین متوجہ ہوں!

احادیث مبارکہ میں عشاء کی نماز کے بعد جلدی سونے کی ترغیب وارد ہے۔ رات کو دیر سے سونے سے صبح فجر کی نماز کے لیے اٹھنا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ رات کو جلدی سونے اور فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کا اہتمام کریں۔ صبح کی نماز کے بعد ذکر واذکار سے فارغ ہو کر اپنے اپنے کام کریں۔ صبح کے بابرکت وقت میں زیادہ فائدہ ہوگا۔ صبح کی نماز کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے بغیر کسی ضرورت کے سونا مکروہ ہے۔

کچھ والدین صبح کے وقت نیند میں خلل کے باعث اپنی اولاد پر رحم کھا کر انہیں نماز فجر کے لیے بیدار نہیں کرتے، انہیں چاہیے کہ جہنم کی آگ سے بچانے میں دنیا کی تکالیف کو برداشت کریں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کو بجا لائیں۔ والدین اپنی اولاد کو نماز کے لیے بیدار کرنے، نماز پڑھنے پر ان کی حوصلہ افزائی کرے اور نماز کو ان کے لیے محبوب شے بنانے میں اپنا رول ادا کریں۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن آپ اپنی ذمہ داری سے بری الذمہ ہو سکیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی یاد رکھیے: ’’جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری (امان) میں ہے۔‘‘ (رواہ مسلم)

غور کیجیے! اگر آپ کا بچہ نماز فجر ادا کرتا ہے تو گویا وہ پورا دن اللہ کی حفاظت میں ہے۔ ابن تیمیہؒ رقم طراز ہیں: ’’جس کے ماتحت بچے، غلام یا یتیم ہوں اور وہ انہیں نماز کا حکم نہ دیں، تو ان کے نماز نہ پڑھنے کی سزا، بڑوں کو دی جائے گی، اور بڑوں کی تعزیر کی جائے گی، اس لیے کہ گھر کے بڑوں نے انہیں نماز کا حکم نہ دے کر اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہیں۔‘‘

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ

’’قرآن مرکز کینال ویو گارڈن ہوتہ روڈ عارف والا (حلقہ ساہیوال ڈویژن)‘‘ میں

09 تا 15 اکتوبر 2022ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

14 تا 16 اکتوبر 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-4120723 / 0300-0971784

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ اکتوبر 2022ء، ربیع الاوّل ۱۴۴۴ھ

مشمولات

☆ حالیہ سیلاب اور سینٹ کام — ایوب بیگ مرزا
☆ اپنے آپ اور اپنے اہل خانہ کو آگ سے بچاؤ! — سعادت محمود
☆ فکر وعمل کی تعمیر کا نبویؐ طریق — راحیل گوہر صدیقی
☆ اعمال میں اخلاص — احمد علی محمودی
☆ موت: ایک اٹل حقیقت — حافظ محمد اسد
☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ — ارسلان اللہ خان
☆ اہلِ جہنّم کی چیخ و پکار اور آرزو — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ یہودیوں پر اُمّتِ مُسلمہ کے احسانات — رضی الدین سیّد

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ’’بیان القرآن‘‘ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.37

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore